SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, June 08, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty one minutes past three in the afternoon with Mr. Presiding Officer (Dr. Khalid Ranjha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تقتلوا اولادکم خشیتہ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطآ کبیرا۔

ترجمہ۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہمی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۱)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Today, we will start discussion on the following motion moved by Dr. Sher Afgan Khan Niazi, Minister for Parliamentary Affairs. The motion reads as "That the Senate may make recommendations, if any, to the National Assembly.....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، یہ ہو چکا ہے۔

Kindly allow the members to go for the discussion ۔ اگر آپ چاہتے تو میں پڑھ دیتاہوں

Mr. Chairman sir, I beg to say that the Senate may make recommendations, if any, to the National Assembly on the Finance Bill, 2005, containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution."

Mr. Presiding Officer: Raza Sahib! Now, how do you propose to take up this debate, if I can have the names from either sides or whatever is the procedure.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition):

Sir, I think, I would open the debate from the opposition side and then we would be in a position to give you some names for today's debate and then I think, by 8 o' clock, the government side, obviously, would give their list of speakers and then the debate would go on. And then by 8 we are supposed to submit our recommendations which would then be brought to the House. The House would then refer those recommendations to the Standing Committee on Finance and then the general debate or discussion on budget would go on and the committee would meet simultaneously and finalize its recommendations probably by

House.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I will humbly submit to you and the august House that today we have got a Parliamentary Party meeting. All the Senators and the Members of the National Assembly have to go to the Prime Minister House for the meeting and the dinner, thereby I will request that.......

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب ان کی آواز نہیں آ رہی ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Seven thirty is the time for the meeting at the Prime Minister House and of the Parliamentary Party.

Mr. Presiding Officer: Till, what time do you propose?.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Therefore, I will humblly submit atleast half an hour before that like 7.15 till then it may kindly be adjourned for that purpose.

جناب پریذائیڈ انگ آفیسر، سات بجے کر لیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، سات، سوا سات تک کر لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، میں سمجھتا ہوں کہ آج جس طرح تجویز ہے کہ جلدی ختم کر دیں لیکن میرے خیال میں یہ جو آٹھ بجے کا وقت ہے اس کو مزید بڑھا دیا جائے، کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کوئی دس بجے تک بھی اپنی تجویز دے دیتا ہے تاکہ وقت مل جائے اور چونکہ in any case یہ recommendations غالباً کل ہی بھیجی جائیں گی تو اس طرح کرتے ہیں کہ adjourn کرنے سے پہلے ہم ایک resolution کر لیں گے کہ جو recommendations سیکریٹریٹ کو دس بجے تک موصول ہو جائیں وہ کمیٹی کو بھیج دی جائیں تاکہ مزید وقت مل جائے اور جو بھی recommendations دینا چاہے وہ دے سکے، ہوسکتا ہے کہ آٹھ بجے تک clear ہی نہ ہوں۔ ٹھیک ہے جی it is acceptable to all ۔ دوسرا یہ ہے کہ ہمارے rules

clear ہی نہ ہوں۔ ٹھیک ہے جی it is acceptable to all ۔ دوسرا یہ ہے کہ ہمارے rules کے مطابق جب House function کر رہا ہو تو کسی Standing Committee کی meeting نہیں ہوسکتی لیکن چونکہ یہ ایک مخصوص صورتحال ہے لہذا ایوان سے درخواست کی جائے گی میرا خیال ہے باقاعدہ ایک motion move کر دیا جائے کہ اس دوران کمیٹی کی meetings ہو سکتی ہیں اور جو بندش ہے وہ راستے میں حائل نہیں ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! ایک بات اور ہے کہ I think it is in the rules there is no confusion if any Standing Committee working during the working hour of the House یہ ہر جگہ ہے۔ اگر کوئی پریشانی ------

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if you permit, I assist you there is a provision ....

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: One by one please.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: دوسری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ سب سن لیں۔ میری ایک humble submission ہے کہ the debate when opened by the Leader of the Opposition یہ روایت ہے اس کے بعد I will request one by one, one from the opposition one from the treasury benches آپ ان کو موقع دیں اور comfortably انشاء اللہ یہ شروع ہو گا۔

Mr. Presiding Officer: Would the Leader of the House and the Opposition give the names.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will give you the names sir, as far as the question of the Committee is concerned sir, there is a

provision in the rules that a Standing Committee would not generally meet when the House is in session, but the permission is to be granted by the Chairman and not by the House. The Chairman can grant permission that a meeting can be held while the House is in session.

Mr. Presiding Officer: But, this matter was decided in the chamber of the Chairman and all agreed also.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes sir. and this point was raised that he would give his permission that the Standing Committee on Finance could meet.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, that is in purview, I have pointed out that ..... .

Mr. Presiding Officer: The Chairman has given this I think.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, and it was decided that the Committee will sit when the House would be in session. The permission is there ....

(Interruption)

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, it is only a matter of bringing it on record because that is formal meeting. That you will announce that the Chairman has already granted permission to the Finance Committee.

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی، آپ کے پاس rule 237 کے تحت residuary power ہے you are now functioning as a full Chairman vested all powers یہاں announce کر دیں کہ they are with you, you make a statement sir,

it will be quite good that the decision taken under Rule 237. تو exempted

Mr. Presiding Officer: Yes, just little informal also . Since the matter has been resolved by us, I am saying by us, I was also part to it and I believe let's now take it as a formal announcement as well that the Committee shall function per, of course, requirement and the rules would not operate in any manner in this behalf to stop it. So, now I think we shall proceed. May I request Mr. Raza Rabbani to open the debate on . Yes Mr. Agha.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! یہ اس House کے تقدس کی بات ہے۔ آج اخبارات نے جس طریقے سے parliamentarians کے تقدس کو پامال کیا ہے۔ میں اس کے اوپر کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ اس سے پہلے بھروچہ کچھ بیان کرنا چاہتی ہیں، پھر میں عرض کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ویسے طے یہ ہوا تھا کہ جو points of order ہیں------

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! یہ معاملہ اس House کے تقدس کا ہے۔ اگر اس طریقے سے اس House کے تقدس کو پامال کیا گیا اور یہ allegations کہ ہم تین پیسوں کی لالچ میں ملوث ہوگئے ہیں۔ ہم عوامی رائے کو اگر یہاں پر لائیں تو ہم پر یہ allegations آئیں کہ ہم کسی لالچ کے تحت لوگوں کے مسائل کو اٹھا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور ایک آدمی جس کے متعلق اس House نے ایک resolution unanimously pass کیا۔ اس نے کمیٹی کے سامنے جو written statement دی ہے اس کو publicize کروایا گیا اور پچھلے ایک ماہ سے ایک compaign چل رہی تھی اور ساری کی ساری parliamentarians کے خلاف ہے۔ ہم اس کو صرف اس لئے برداشت کر رہے تھے کیونکہ معاملہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی اس کو دیکھ رہی ہے۔ اس نے ایک سب کمیٹی بھی قائم کی ہے جو اس معاملے کو minutely, detailed check کرکے

اس کے متعلق اپنی کوئی رائے House کے آگے لائے گی لیکن اس سے پہلے اس سارے معاملے کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ اس نیک نیتی کو جو میں سمجھتا ہوں کہ sense of the House تھی اس کو پامال کیا گیا ہے۔ میں اس پر یہ چاہوں گا کہ مجھ سے پہلے ہماری Standing Committee for Health کی جو چیئرپرسن ہے بھروچہ صاحبہ وہ کچھ بات کرنا چاہتی ہیں۔ پہلے وہ کرلیں پھر اس کے بعد میں تھوڑا عرض کروں گا۔

Mr. Presiding Officer: Mrs. Bharucha:

Senator Roshan Khursheed Bharucha: Thank you, Mr. Chairman! I would just like to find out from the Minister of Health, he is here, that PMDC Secretary has been reinstated. We just want to find out

کہ یہ matter کمیٹی کو دیا گیا تھا۔ کمیٹی already اس پر غور کر رہی ہے۔ ہم نے سب کمیٹی بنائی۔ سب کمیٹی میں ابھی تک صرف سیکرٹری کی hearing ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ہی اخبار میں یہ آ گیا کہ reinstate ہوگئے۔ تو پھر ہماری کمیٹی کا کیا فائدہ ہے؟ کہ کمیٹی اتنی hard work کرے۔ سب کمیٹی بنائے اور پھر سب کمیٹی اتنی توجہ دے اور اس کے باوجود اس طرح کا بیان آ جاتا ہے کہ وہ reinstate ہو گئے ہیں۔ We would like Mr. Minister for Health to please clear this statement to us. کہ واقعی یہ reinstate ہوئے ہیں؟ اگر یہ reinstate ہوئے ہیں تو پھر ہماری کمیٹی کا کیا فائدہ ہے؟ کہ ہم کمیٹی میں اتنا hard work کریں اور اس کے بعد یہ result آئے کہ ہمیں پتا ہی نہیں چلتا ہے اور بندہ reinstate ہو جاتا ہے۔

We would like with your permission if the Minister would like to let us know whether it is true or it is disinformation? کیونکہ یہ آج کے "ڈان" میں آیا ہے اور "دی نیوز" میں آیا ہے اور سارے اخباروں میں آیا ہوا ہے کہ یہ reinstate ہو گئے ہیں۔ Thank you very much.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! میں تھوڑا سا اس میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی فرمائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہمارا resolution یہ تھا کہ ایک بندے نے، ان students کو جنہوں نے بقائی یونیورسٹی سے باقاعدہ qualify کیا۔ ان میں سے تقریباً زیادہ تر بچیاں ہمارے پاس آئی تھیں۔ اس کے بعد کچھ students آئے جنہوں نے اسلام آباد کالج سے ایک دو سال پڑھنے کے بعد جب انہیں یہ پتا چلا کہ یہ recognize نہیں ہے وہ بقائی یونیورسٹی کے اندر جاکر داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں سے باقاعدہ qualify کیا اور PMDC اس کو regulate کرتی رہی۔ اس کے examinations کو باقاعدہ monitor کرتی رہی۔ جب انہوں نے qualify کر لیا تو اس کے بعد وہ بچے جو ۶۲ فیصد سے زیادہ نمبر لے کر پاس ہوئے تھے ان کو انہوں نے register کرنے سے انکار کیا اور ایک سیکرٹری صاحب نے جن کا نام ہاشمی ہے۔ جس کا میں تذکرہ کر رہا ہوں۔ انہوں نے ان بچوں کو بے عزت کیا۔ ان کو سننے سے انکاری ہوئے۔ ان کو اپنے دفتر سے نکالا اور پھر ان کو یہ کہا ہے کہ آپ کینسر ہیں اس معاشرے کے لئے۔ یہ statement جب ہمارے سامنے آئی تو ہم نے اس House کے اندر اس کو پیش کیا اور اس کے اوپر ایک مشترکہ resolution pass ہوا۔ جس کے تحت سیکرٹری صاحب کو چھ ماہ کی۔ یہاں سے resolution تو ان کے dismissal کا ہوا لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان کو suspend کیا اور چھ ماہ کی رخصت پر بھیجا۔ اب اخبارات یہ بتا رہے ہیں کہ ان کو re-instate کر دیا گیا حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں اور اس کے اندر جو allegation لگائی گئی ہے وہ یہ کہ ہم پرائیویٹ کالجوں کے ساتھ مل کر اپنے vested interests کو watch کرتے ہیں۔ یہ allegation ہے یہ written statement کے اندر ہے۔ کہ ہم ان کو watch کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارا پرائیویٹ کالجوں کے ساتھ نہ کبھی کوئی interaction ہے نہ ہم ان کو جانتے ہیں، نہ وہ لوگ ہمیں جانتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی نہیں پتا کہ وہ کالجز کہاں پر ہیں، کس جگہ پر بنے اور کیوں بنے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ بچے جو اس قوم کا سرمایہ ہیں اور وہ qualified doctors بن چکے ہیں۔ ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ اورمنظور شدہ یونیورسٹی ان کو ڈگری دے رہی ہے۔ اس کے بعد ان کو register کیوں نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ ہمارے وہ بچے عدالت سے فیصلے لے کر آئے، جو عدالت سے ان کو فیصلے ملے ہوئے تھے ان کو بھی اس سیکرٹری نے

ماننے سے انکار کیا۔ ہم یہ ساری چیزیں یہاں پر لے کر آئے ہیں۔ اس ہاؤس نے مشترکہ resolution پاس کر کے ان کو redress کیا اور ان کے ماں باپ، آپ کے لئے، اس ہاؤس کے لئے اور پارلیمنٹ کی بالادستی کو مانتے ہوئے اس کے لئے دعا گو ہیں کہ جو ان کے نمائندے ہیں انہوں نے اسمبلی کے اندر، سینیٹ کے اندر بیٹھ کر ان کی بات کو اٹھایا اور ان کے متعلق کچھ عملی طور پر اقدامات کئے۔ ان ساری چیزوں کے باوجود جس طریقے سے میڈیا کے اندر اس ہاؤس کے تقدس کو پامال کیا گیا ہے اور اس کا version upgrade کیا گیا ہے۔ اس سیکرٹری کے، اس ادارے کے متعلق ایسے ایسے سنگین allegations کمیٹی کے سامنے آ چکی ہیں۔ ریاض صاحب یہ دیکھیں کہ کیسا فیصلہ کیا ہے اس کمیٹی نے جو اپوزیشن کے ایک ممبر کو سب کمیٹی کا convener بنایا اور وہ اس معاملے کو take up کئے ہوئے ہے اور day to day اس کی hearing ہو رہی ہے اور مختلف لوگوں کو بلا کر چیزوں کو sort out کیا جا رہا ہے۔ ایسی allegations آئی ہیں، ایسے حقائق سامنے آئے ہیں۔ جب اس کی رپورٹ سامنے آئے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کرپشن کی انتہا ہے اور کرپشن کے پیسے کا استعمال ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی high handedness ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کروڑوں روپیہ کمایا ہوا ہے۔ اسلام آباد کے اندر ان کی اتنی پراپرٹی ہے کہ یہ ریکارڈ کے اوپر آئے گی کہ انہوں نے mal practice کر کے اس ادارے کو monopolize کیا ہوا ہے اور اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے اور PMDC منسٹری کے اختیارات استعمال کر رہی ہے۔یہ چیزیں سامنے آچکی ہیں، on record آچکی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ letitude دینا کہ ان کو کہا جائے کہ سیکرٹری کو بحال کیا جا رہا ہے اور وہ بندہ جو allege کر رہا ہے پوری پارلیمنٹ کو، کہ یہ پارلیمنٹ پرائیویٹ کالجوں کے ساتھ vested interests کے تحت involve ہو کر pressurise کر رہی ہے اور کچھ ناجائز کروانا چاہتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں اور آپ لوگ جنہوں نے ان بچوں کو سنا، خدا کی قسم ان کیکہانی ایک دردناک کہانی ہے۔ وہ بچے جن کے ماں باپ پاکستان سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے اپنی بچیوں کو اس لئے پاکستان بھیجا کہ وہ اپنے گھر جا رہی ہیں۔ یہاں پر ان کی عزت محفوظ ہوگی، ان کی تعلیم اچھی ہوگی اور وہ پاکستان میں اپنے گھر میں ان کی شادی بیاہ کریں گے اور یہاں پر اس ماحول میں پروان چڑھیں گی۔ اس امید کو پامال کیا گیا۔

Mr. Presiding Officer: The point is taken. Shall we proceed further?

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, I am on the same point. On the same point that is very pertinent. Mr. Chairman! let me assure my colleagues and also the Chairperson of the Health Committee that I was a part and parcel of that public discourse. I heard all the grievances, the matter was taken up by the Committee and unanimously a decision was made. If this person, I don't know who is he? Who is reinstated again, I assure this honourable House that I am not going to be a part of that Health Committee. If the honour and dignity of this great House is not going to be taken into consideration then sitting in this House is a disgrace, disgrace for my colleagues, disgrace for this House and disgrace of those people who are at the helm of affairs. I assure you sir, that my sympathies are going to be with you and with the members of the Parliament and also with the Chairperson of Health Committee. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی ہدایت شاہ صاحب۔ I think we are digressing.

ایک منٹ جناب۔ چونکہ یہ بجٹ سیشن ہے اور یہ تمام باتیں بجٹ تقریر میں بھی ہو سکتی ہیں، آپ سے التماس ہے کہ اگر ہو سکے تو اس point کو ہم چھوڑ دیں۔ کسی کو ممانعت نہیں ہے یہ بات کرنے کی کیونکہ budget is a open session, ہر بات پر بات ہو سکتی ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، اور دوسری بات یہ جناب! کہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ سات دن کے اندر اندر ہمیں یہ مکمل کرنا ہے۔ اب ہمارے پاس صرف پانچ دن رہ گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اگر ایک دفعہ digress کر گئے تو پھر مشکل ہو جائے

گا۔

سینیٹر وسیم سجاد، میرے خیال میں، میں ممبران سے درخواست کروں گا۔---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں آغا صاحب you take me wrong.

I was a party to that big voice. لیکن آج یہ بات ہو رہی ہے کہ اس موضوع پر کوئی

Let me hear the minister first. ممانعت نہیں ہے بات کرنے کی۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Mr. Chairman! because the matter is of such a gravity and I happened to be a person involved in that proceedings. For the knowledge of the House what I would like to submit is that sub-Committee is looking at the range of issues related to PMDC, private medical colleges, their accreditation and related problems which have risen in last decade in our medical education. In order to pursue that objective, sub-Committee has held few meetings, extensive deliberations with various stake holders who are involved in imparting the medical education in private and public sector and all the relevant professional bodies so far.

This gentleman in question, was also given a fair opportunity, extended opportunity to present his case so that down the road when the Committee of the Upper House, the full Committee reaches to a recommendation, we did not want to leave loose tracks that the person in question was not heard and was not given an opportunity to present his point of view and that was concluded day before yesterday and some how, today's Press is reflecting that he has been reinstated through the directives of the Prime Minister Secretariat and obviously this is sending a

process of whole issue. So, on that account I think if Minister sahib gives the House a clear position of the Government and if he is reinstated then the House can look at that on the merit of it. Thank you, sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Minister for Health please.

Mr. Muhammad Nasir Khan (Federal Minister for Health): Mr. Chairman! t hese are very important items that have come, unfortunately, in the press today. The reason why we are here, the Senate, National Assembly, the Prime Minister, the President, Ministers, the Provincial Ministers and the Chief Ministers are here to elevate the standards of the people of this country, to assess the people of this country. That is the main aim of everyone being here. If you do not do that, we are failed in our purpose.

This was started, initially, when the young girls and boys who were qualified as medical students from Baqai, applied for jobs in PIMS. When they went to PIMS they said, well you have to get the registration of the PMDC and when they went to PMDC this particular gentleman questioned and said, well we will do it but because you were three years ago in another institution, if you close an institution then we will give you the registration. Sir, it was absolutely on his personal whims if you will do this, you will get the registration. I have no idea. They came to me, it is all written and I also read out in the papers. I rang him up, I did ring him up, because he was not there, I rang the President and said well sir, they are qualified as MBBs students from Baqai University which the PMDC

qualified as MBBs students from Baqai University which the PMDC recognizes, they must be allowed to work as doctors. While this was going on, they came to the Senate at that particular time when I was sitting in another committee, Health Committee of the National Assembly. They met the honourable Senator Kamil Ali and also Mrs. Abbasi and they came together and they brought this here and this was taken up by the Senate unanimously. Now, the Senate is the Upper House and when the Senate Committee sits on these allegations and listens to them, I think from the Ministry, the Prime Minister and I am, everybody, will not go against the will of the Standing Committee of the Senate. This is out of the question that we will ever go against the wishes of the Standing Committee. The Standing Committee is the supreme and independent to find out the truth and the truth was clear because Dr. Riar also is the Chairman of the sub- Committee. Unfortunately, what has come in the press and these are Mr. Chairman, very very serious allegations which I would like to read also. It says here, "The Senate body on Health was told on Monday that some officials including a Minister were putting pressure on the Pakistan Medical and Dental Association to rationalize private medical colleges which do not meet the criterion". It is absolutely opposite. Mr. Chairman! five times the question of these students have come up to the Senate and also in the National Assembly and being a Minister, I have just been there once in the PMDC and I have never met them in their face but it is my job to relate what is happening. Well this is the problem when people talk about semi-autonomous bodies

and privatisation and globalization , some times globalization means colonization.

Some times , these semi-autonomous bodies of your own ministries go into mutiny. Their plus and minus is here. On this question I just phoned them up and I said, you must have a criterion. You must recognize colleges that fulfil the criterion and I have never been to one or all the universities saying that I have recognized this. The recognition is the prerogative of the PMDC but it is my job to relate what people are saying. Secondly, Mr. Chairman! he said that the Health Minister called the PMDC and have also tried to pursue me at times to register private students of Islamabad Medical college because of political influences and that is totally untrue. There is such a false statement and the person who was related to this, I also explained my position to him because he called in my ministry and in fact in front of the Senate Committee and there is no question of that. However, to call them is my job. When students come and they say, I can't get a job and we have done medical studies and they can not get it, it is my job to tell them what is happening. Thirdly, Mr. Chairman! it is also alleged that the Minister was visiting un-recognized colleges in clear violation of the rules and pressurize the PMDC to recognise colleges because many influential personnels were backing them. It is again untrue. I visited all, I visited Hamdard, I visited Margallah, Islamabad, Lahore Medical colleges...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، یہ الزام کس کا ہے۔

جناب محمد نصیر خان، یہ اسی آدمی کا ہے جی

the person in question, the Secretary who has been forced to leave basically. He has been sent on forced leave but he still visits there every day. My job is to go every where. I went to all these colleges and I told them that you must fulfil the responsibilities so that the PMDC can not...

Mr. Presiding Officer: Is he re-instated or not?

Mr. Muhammad Nasir Khan: Now, I will come to that. Mr. Chairman Sir, all these things are infront of this House. Today, I just called my Secretary right now ten minutes ago, we have no information of the PMDC Secretary is being re-instated. Now, this paper again, a very influential paper, I think, a very prestigious paper, tremendous reputation, starting from Quid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah, standwith"Dawn" has said now with the row between the Medical and Dental College, PMDC and Ministry of Health is about to be over as the Prime Minister's Secretariat finally come to the rescue of the embattled medical profession. As I have said, I have no information at all whether the Prime Minister has reinstated or not. Today, we have no information that he has been reinstated. I think, it is very sad, that is happening in the press and what is happening here because we now try to insinuate that the Senate and the political leaders are doing the wrong things and this particular one person is doing the right thing.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: I think, we are all aware now of the

dimension of the problem and Minister is probably on the same side as all of us. And since he is not aware as to what has happened in the Prime Minister's Office. If you all agree, we can take it up tomorrow and Minister of Health can come back to us and I suspect that if anything wrong has been done, I hopefully think that he would get it rectified before he comes to us again tomorrow. So, if you all agree, reckoning it is an important matter, it should be brushed again tomorrow and brobably as the first thing before we get into the business.

Now, I pass on to the budget, a part of the session and I request Mr. Raza Rabbani to please, brush the matter.

POINT OF ORDER RE: A POLICEMAN STANDING UPON A CIVILIAN- A PHOTOGRAPH IN DAWN NEWSPAPER.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! I am grateful to you and I had no attention of raising any other point but since a precedenthas been set, so before, I open the debate on the budget on behalf of the Opposition, I would like to remind the Chair sir, that a categorical statement was made by the honourable Minister of State for Interior whenthe Senate took up the question of a photograph, the levies, the rangers in Karachi and a categorical statement was made that the Interior Minister would be making a statement on the floor of the House on Monday. And Monday has come and Monday has gone and we are now meeting today and there has been no statement that is come forward from the Ministry ofInterior on that one very important question, where

the fundamental rights of the ordinary Pakistan citizens were literally being trampled and you saw that photograph yourself in which like a Roman gladiator, one of the law enforcement agency personnel was standing on an ordinary citizen of Pakistan. So, could the Minister kinkdly inform the House as to when that statement would be forth comming.

Mr. Presiding Officer: Mr. Shehzad Waseem.

سینیٹر ڈاکٹر وسیم شہزاد (وزیرمملکت برائے داخلہ): جناب والا! میرا promise یہ تھا کہ I will get back to the House on Monday انہوں نے کہا تھا کہ جو incident ہوا تھا ' اس کے بارے میں time line دی جائے۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ متعلقہ Ministry نے متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھایا تھا اور میں جو بات ہاؤس کو بتانا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ already ایک departmental inquiry initiate ہو چکی ہے اور ہم نے ان کو بتایا ہے کہ by the end of the session ہمیں اس کی رپورٹ چاہیے تاکہ ہم اسے ہاؤس میں پیش کر سکیں۔

جناب والا! میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بات اور کرنا چاہوں گا کہ اس دن ہاؤس میں ایک تصویر پیش کی گئی تھی اور جیسے honourable ممبر نے بتایا ہے اور کس طریقے سے اس تصویر کو پیش کیا ہے' ہم نے بھی اس وقت اس کی مذمت کی اور آج بھی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن ہر پیش منظر کا ایک پس منظر بھی ہوتا ہے وہ بھی سامنے آنا بڑا ضروری ہے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جن دنوں کی یہ تصویر ہے ان دنوں کراچی میں کیا واقعات ہو رہے تھے۔ جناب! یہ انہی دنوں کی بات ہے جب کراچی میں ایک مسجد کے اوپر شر پسندوں نے ' دہشت گردوں نے ایک خودکش حملہ کیا تھا آپ کے علم میں ہے اور یہ وہی دن ہیں جب اس کے بعد کراچی جل رہا تھا جب سات معصوم بے گناہ لوگوں کو KFC کے اندر زندہ جلا دیا گیا ' جب پبلک پراپرٹی کو آگ لگائی جا رہی تھی ' جب بنکس کو آگ لگائی جا رہی تھی' جب پٹرول پمپس کو آگ لگائی جا رہی تھی۔ جب کراچی کو یرغمال بنایا گیا

مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ جو شر پسند عناصر معصوم، بیگناہ جانوں کے درپے ہیں ان کے ساتھ آہنی ہاتھ سے نپٹنا پڑتا ہے اور ان کے ساتھ آہنی ہاتھ سے نپٹا جائے گا۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا جناب تصویر پیش کی گئی تو تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ آپ یہ بھی دیکھیں کہ جب ان دہشت گردوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ایک خودکش مدہ مسجد کے اندر کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ بے گناہ نمازی، مسلمان جو وہاں عبادت کی غرض سے آتے ہیں ان کی جانوں کے ساتھ خون کی ہولی کھیلی جائے تو اس وقت اس ہیڈ کانسٹیبل کو مت بھولیں۔ جس نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا جس نے اس وقت ان دہشت گردوں کو intercept کیا اور ان دہشت گردوں کو مسجد کے اندر جانے سے روکا، جس کے نتیجے میں اس نے اپنی جان قربان کی اور اسی کی جان کی قربانی کی وجہ سے ایک بڑی tragedy سے ہم بچے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آج اس ہاؤس کو magnanimity کرنی چاہیے جہاں ہم ایک طرف law enforceing agencies کے کسی بھی individual imbalance کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہاں پر ہمیں ان سرفروشوں کی ان لوگوں کی جو اپنے فرض کی ادائیگی میں اپنی جان پیش کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کو ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک ذمہ داری لی تھی کہ آپ ہاؤس کو بتائیں گے پہلی بات یہ کہ کیا یہ واقعہ درست ہے؟ نمبر ۲۔ کیا آپ اس کو approve کر رہے ہیں؟ نمبر ۳۔ اس پر آپ نے action کیا لیا ہے and just a minute let us be all careful یہ تمام واقعے درست ہیں پھر where do you draw the line کل آپ کہیں گے کہ we also promote extra-judicial killings as well, where do you draw the line? اس میں اگر آپ کو اطلاع نہیں ہے تو ہاؤس کو آپ بتائیں گے کہ what steps have been taken in regard to the picture?

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، جناب! یا تو میں صحیح بتا نہیں سکا یا آپ نے اس کو اس طرح لیا نہیں۔ اس دن جو وعدہ ہوا تھا۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں وعدہ یہ ہوا تھا کہ we will

طرح لیا نہیں۔ اس دن جو وعدہ ہوا تھا۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں وعدہ یہ ہوا تھا کہ we will ensure کہ انکوائری ہوگی اور آنریبل ممبر نے یہ کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس سیشن کے اندر پیش کی جائے گی اور میں ابھی بڑے کلیئر الفاظ میں بتاتا ہوں کہ already departmental inquiry جو ہے وہ شروع ہو چکی ہے اور ہم نے ان کو کہا ہے کہ یہ رپورٹ ہمیں ہاؤس میں پیش کرنی ہے ۔اس سیشن کے آخر تک تو اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔ اس میں آپ اگر extra judicial killings کی بات کرتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Please, please let us keep with the decorum.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، پھر تو یہاں لمبی debate ہو جائے گی۔ Extra judicial killings یہاں پر ہوئی ہیں اور جن زمانوں میں ہوئی ہیں وہ بھی آپ کو پتا ہے۔جناب! ان چیزوں کو علیحدہ رکھ کر دیکھیں۔میں نے صرف یہ کہا ہے کہ ایک تصویر کے اوپر جو بات ہوئی تھی۔اسی وقت میں نے اس کو condemn کیا تھا اور میں نے یہ بھی repeat کیا ہے کہ آج بھی ہم اس کو condemn کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمیں چیزوں کو ان کے سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ جب آپ law enforcement کی بات کرتے ہیں تو مجھے یہ بھی کہنے کی اجازت دیں کہ وہ ہم سب کی collective ذمہ داری بھی ہے۔ ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ہم مذہبی اعتدال پسندی کو فروغ دیں As a parliamentarian and as a politician ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ہم آپس میں ایک روا داری کے کلچر کو فروغ دیں تو یہ تمام چیزیں مل کر ٹھیک ہوتی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: So, would you like more time to apprise the House about proceedings taken in this behalf.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، دو دفعہ یہ کہا ہے کہ جو وعدہ ہے' وہ ہے کہ اس session کے end سے پہلے report پیش کر دی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے جی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ Minister صاحب کی جو آج کی statement ہے، اس کے بعد ہمیں اچھی طرح علم ہے کہ وہ departmental enquiry کی binding کیا ہو گی۔ جہاں تک record کی درستگی کی بات ہے اور عام پاکستانی شہریوں کے human rights اور human rights سے بڑھ کے، ان کی عزت نفس کی بات ہے تو record کو درست کرنا ضروری ہے۔ Minister صاحب جن دنوں کی بات کر رہے ہیں کہ کراچی میں ہولناک واقعات ہوئے، KFC کا واقعہ ہوا" KFC کا واقعہ ایک امریکی company کا واقعہ ہے، اس لئے وہ اتنی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس type کے واقعات روز پاکستان کے مختلف شہروں میں ہوتے ہیں۔ جس دن کی تصویر ہے، اس دن وہ واقعات نہیں ہوئے تھے، اس دن peaceful ہڑتال جماعت اسلامی کی call کی ہوئی تھی کہ ان کے جو لوگ کراچی کے اندر شہید ہوئے ہیں، یہ ان کو allude کیا جا رہا ہے کہ جن کی وہ تصاویر تھیں، وہ دہشت گرد تھے، وہ ordinary political activists تھے جو جعفر طیار کے اندر demonstration کر رہے تھے اور اس demonstration کے دوران ان کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو تصاویر میں اور آپ "NEWS WEEK" کے اندر ابو غریب اور گوانتاناموبے کے اندر دیکھتے ہیں یا عراق کے اندر دیکھتے ہیں کہ پاکستانیوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر، ان کو برہنہ کر کے، سڑک کے اوپر لٹایا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک Roman gladiator کی طرح اپنے بوٹ سمیت کھڑا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک عام مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک بہت سنگین مسئلہ ہے، یہ human rights کا بھی مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک پاکستانی شہری کی عزت اور اس کی عزت نفس کا مسئلہ ہے۔ اگر Minister صاحب اس کو اس بات سے justify کرتے ہیں کہ law and order کو maintain کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک پاکستانی شہری کی عزت نفس کو ختم کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لیے بہتر یہ ہوگا کہ ان کی حکومت resign کر دے کیونکہ پاکستان کے عام شہری کی عزت نفس کو ہم اس طرح سڑکوں کے اوپر روندنے نہیں دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے کہ اس کو let us conclude now

but the fact remains that this is not a closed issue.

FURTHER DISCUSSION ON THE BUDGET 2005-06

Senator Mian Raza Rabbani: This is not a closed issue, thank you sir. Mr. Chairman! I would at the very offset, thank you for having given me this opportunity to initiate on the Budget that has been presented for the Financial Year 2005-06. At the offset sir, seek your indulgence under the rules for permission to consult my notes as I go along because I would be required to do that. Mr. Chairman! a budget is reflective of the political philosophy of the Government to the Administration that is presenting that and every administration protects and promotes interests of the classes that it represents. The Annual Budget that this Government has presented, reflects the classes that it represents and therefore, it completely excluded the people of Pakistan from the Budget and it has today shown itself to be a budget of the rich a budget of the big business.

Mr. Chairman! it is unfortunate that the Economic Policies of this Government have given rise to two Pakistans. One Pakistan that has been created, has the sighting of, of the national resources, this non productive, wasteful and luxurious expenditure of elite, this financing of speculative markets by the banks, these luxury cars on the one hand and suicides on the other. The most expensive schools and hospitals catering for the elite on the one hand and the galloping ignorance and hundreds of children dieing of gastro enteritis on the other hand. Palaces with imported furniture, imported tiles and imported toilets on the one hand and

hundreds and thousands of Pakistanis shelterless and living in *Kachi Abadi's* on the other hand. This budget of the economic policies of this Government have given rise sir, to two Pakistan's.

ایک پاکستان وہ ہے جو اسلام آباد میں ہے اور جس میں آج صبح بھی جب آپ اسمبلی آئے ہوں گے تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ sprinklers لگے ہوئے ہیں اور lawns کو پانی دیا جا رہا ہے اور دوسرا پاکستان وہ ہے جہاں بلوچستان ہو، سندھ ہو، پنجاب ہو، فرنٹیر ہو یا پختونخواہ ہو وہاں پر بچے لائنیں لگا کر پانی کے لیے ترس رہے ہوتے ہیں اور انہیں پانی میسر نہیں ہوتا۔

جناب والا! ایک پاکستان یہ ہے کہ آج جو انہوں نے documents پیش کیے ہیں اگر آپ ان documents میں Cabinet Division کے head کو دیکھیں گے تو اس میں ایک headہے اس کو کہتے ہیں pool of cause - اس pool of cause کے head کے تحت 2004-5 میں جو budget expenditure show کیا تھا وہ دس کروڑ سات لاکھ روپے کا تھا اور اسے revise کر کے ایک ارب سات کروڑ روپیہ کر دیا گیا۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس کی کیا justification ہے کہ گاڑیوں کے مد میں جو expenditure ہے وہ ایک ارب سات کروڑ کر دیا جائے جبکہ پاکستان کا عام شہری below the poverty line رہ رہا ہو۔ جناب! اس میں بھی 41 کروڑ روپے نئی گاڑیوں کے مد میں رکھے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو حیرت ہو گی کہ ان ہیfigures میں 65 کروڑ روپے running expenses کے لیے رکھے گئے ہیں۔ کیا ہم یہ دو پاکستانcreate نہیں کر رہے، ایک وہ پاکستان جہاں پر مزدور کو نوکریوں سے نکالا جا رہا ہے، right sizing and down sizing کے نام پر کہ ان اداروں کی economic health بہتر کرنی ہے لیکن economic health بہتر کرنے کی بات نہیں ہو رہی، IMF and World Bank کی conditionalities کو meet کرنے کی بات ہو رہی ہے تاکہ اپنی حکومت کو طول دیا جائے۔ ایک پاکستان وہ ہے جہاں پر غریب کے گھر کا چولہا بجھ رہا ہے اور ایک پاکستان یہ ہے کہ جہاں 65 کروڑ روپے صرف اس بات کے لئے مختص کئے جا رہے ہیں کہ وہاں گاڑیوں کے running expenditure کو meet کرنے کی requirement پوری ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین صاحب! ان parameters کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں موجودہ بجٹ کو دیکھنا ہو

What do we find in the new budget Mr. Chairman? There is a lot of talk that the salaries have been increased and the salaries that have been increased is by 15% and the pensions by 10% but it is still not clear whether this increase is on the basic pay scale or is it on the overall package. Mr. Chairman, we reject the increase in the salaries i.e., minimum from 2500 to 3000 (rupees). A paltry increase of 500 rupees in the minimum salary is insufficient and in the recommendations that we will be making, we will be suggesting a minimum rate. When the Federal Government is carrying on such a wasteful expenditure then 500 rupees increase is no increase at all.

The Defence budget Mr. Chairman! has been projected at 223.5 billion that is 3.1% of the GDP which is over 15% higher than the current years original allocation of Rs. 194 million and also higher from the revised estimate of 216.3 billion that has been given.

Mr. Chairman sir! what needs to be looked at further is the question that the allocation for the Presidency and we talked about good governance. We talked about a government which is trying to cut the corners but what we find sir, that the allocation for the Presidency has increased by 179% and now stands at 261.6 million in the budget for 2005-06 as compared to 93.5 million in 1999-2000. The document also shows that the budget allocation shot up by 15 million during the financial year 2004-05 from an estimated 212.14 million to a revised estimate of 22.17 million.

The Prime Minister's Secretariat expenditure for 2005-06 is 23.4

million which is an increase of 44% in comparison to 1999-2000. In 1999-2000 it was 162 million allocated. For the financial year 2004-05, 226.5 million was allocated and it was revised by an increase of rupees 40 million.

The National Accountability Bureau, Mr Chairman, which is used for the political victimization of the politicians, which is used to try and switch loyality of members from the Opposition to the other side while the government Members are given a clean Bill of health, has an allocation of rupees 752 million in 2005-06. The budgetary allocation shows an increase of 37% against the original allocation in 2004-05. The major increase in NAB's budget is for employees related expenditure which is again unexplained and that is of 284 million and operating expenses of 425 million which again have not been defined. It is the right of the people of Pakistan to know as to where and how the NAB is utilizing this money in the hounding of its political opponents and therefore, it needs to be drastically cut and that will find impression in the recommendations that we would be making.

The NRB Mr. Chairman! which has led nothing but disaster to the political landscape of Pakistan whether it be in the form of the Local Bodies, whether it be in the form of amendments to the Constitution has also upwardly revised its budget from rupees 74 million in 2004-05 to 79.5 million in 2005-06.

Mr. Chairman! we are talking about the common man and for the common man, the fixation of withholding tax on withdrawals that are made

through cheques for amounting to rupees 25 thousand and above is condemned in the strongest possible terms and our recommendations will also be reflecting what we would like to be done in this respect.

Mr. Chairman! 25 thousand rupees withdrawl is a paltry withdrawl and it hits the common man very badly and yet we talk that this is the budget for the common man. This is budget which sends to hell the common person.

No major measures have been indicated Mr. Chairman, in this budget to curb the rising inflation. The reduction in duties of luxury big cars reflects the mind set of the Government. The decision to cut import duties of new cars of 1500 to 1600 CCs from 75% to 50% and for 1600 to 1800 CCs from 80% to 65% and on 1800 CCs and above from 100% to 75% will benefit the car making industry which appears to be a pit of the Government. It is unfortunate that Government has failed to reduce duties on cars ranging between 800 to 1300 CC which is used by the common man.

The rise of inflation to double digits has nullified all effects that may have flowed or will flow from the Budget, this is the highest figure of inflation in perhaps nine years.

The rising food prices of most of the items used in the kitchen have doubled in the most cases in just a few months. In April, 2005 the increase was recorded at 15.71% which is much higher even than the inflation which is 11%

The Government has allowed duty free import of 5 essential food

products from India including meat, live animals, potatoes, tomatoes, onions and garlic.

The increase in POL prices, housing and easy monetary policy of the State Bank have all contributed to the high rate of inflation.

Mr. Chairman! on the very first day we took the position that this Government is now presenting the third budget without the finalization of the NFC Award. This Government is in perpetual violation of the Constitution of Pakistan and in particular of Article 160 whereby an NFC Award has to be given after every five years.

Mr. Chairman! it is unfortunate that this Government has failed and it is our belief that this Government has deliberately kept away from giving an NFC Award and we say that because on a number of occasions, it has been mentioned and even General Musharraf had said that the Government is prepared to give 48 per cent to the provinces in the horizental distribution, provided the provinces are able to work out a vertical distribution. It is particularly on purpose that the Government has obstructed and hampered with malafide intent that a consensus is not reached between the provinces because it wants to keep that 11% with itself so that it can fund its extravagant expenditure and not give that money to the provinces and keep that money within its own kitty and therefore, it is a deliberate effort on the part of the Federal Government that an accord on the NFC should not be reached.

Sir, due to international pressures the Federal Government has to keep its budgetary deficit below certain levels. Unable and unwilling to

cut down its own extravagancies the Federal government has been continuously shifting this load on the provinces, by postponing the NFC Award in violation of the Constitution, progressively reducing the provincial shares in the divisible pool and by then denying them the direct transfers under the Constitution, of hydel generation profits, gas royalty and gas development surcharge.

The other most convenient methods practised by the Federal Government are to cut down the development budget and the social sector allocations. The Quarterly report of the State Bank exposes the fact that the actual development expenditure of the Federal Government during the first 9 months was less than 50% of what it should have been while the current expenditure went 50% above the target for the first 9 months.

Besides, the Federal Government during the first nine months has borrowed 145 billion from the State Bank of Pakistan. This is a figure never resorted to before. This comes about by printing fresh currency notes. However, it greatly increases the money supply and gives fresh impetus to inflation and speculative trade.

Sir, this is a vicious cycle. The root cause and the starting point of this cycle are the faulty economic policies. Budgets are reflective of the economic and political philosophies of the administration. The policy of this Government is to ensure the concentration of wealth in a few hands and it has to be dropped that maximum circulation of wealth and the increase in the purchasing power of the people adopted in order to reverse

this trend and to come out of the revenue crisis.

Mr. Chairman! the Government is talking about a high growth rate while the plight of the people has been ignored altogether. Many of the lower middle class households and those families which were just on the edge of the financial poverty lines have really become poor due to their inability to buy food stuff to survive. The rulers claim to have achieved a growth rate of 8.3% of GDP this claim gives rise to some serious questions.

1. How can high growth rates be achieved with low rates of savings and still lower investments?

2. Why has higher growth rate resulted in higher unemployment and large income gap and increased poverty in the country?

3. Why with very low savings and ridiculously low returns on savings, the banks have so much less liquidity?

4. Why are the banks forced to "invest" their depositor's money in the highly risky stocks business in order to artificially prop up the stocks markets?

5. If the commercial banks are really making the kind of profit as reflected in their declared balance sheets and projections?

6. Why are they not being asked by the State Bank to give higher rates of return to their depositors?

7. Why it is that in a "booming" stock market, claimed by everyone from right on top in the administration as being reflective of a strong fast growing economy; more than sixty per cent of the listed companies have

not paid any dividend to their shareholders?

8 . The government has supervised the Stock exchange scam by propagating that the manipulated rise in stock prices was due to unprecedented economic growth . This scam , which is continuing unabated , is in the same pattern as the cooperative scam and the finance companies scam . Ex-Prime Minister Zafarullah Jamali has rightly said that the whole operation was systematically conducted to transfer the savings of thousands of small investors into the coffer of just five big players in the stock market.

Mr . Chairman! during all military governments the rich have grown richer and the poor grow poorer , through a steady transfer of resources from the working classes to their own coffers . They have criminally pocketed bank loans and converted corporate funds into their personal funds , and transferred their looted money abroad . All that the country is left with thousands of closed factories , rotting machinery , outstanding bank loans and unemployed manpower . We are nothing more today Mr . Chairman , but a market for the second hand and discarded equipment manufactured in other countries . It is this sale of discarded items that the government insists on including in national growth . We have grown as a "marketer" but not as a producer or even assembler of high technology equipment . It is estimated that a total amount of Rs . 19 billion is lying with car assemblers on account of undelivered cars , besides the bank credits are also being lavishly given to them . Instead the financing available on reduced costs is being used for enabling the elite to

build their second, third or fourth luxurious houses as " investments" in a highly speculative market or for redesigning the already built houses in order to astronomically escalate their market prices. The State Bank of Pakistan, who never even thought of asking the banks to start giving housing credits for the lower strata of our society, most generously removed the upper loan limit of 10 million rupees on housing loans for the rich. Now it is entirely at the discretion of the banker to allow as to how much he deems fit to someone who is building his palace one after another. It is not growth, it is the worst kind of exploitation and criminal concentration of National Wealth in the hands of the few.

Mr. Chairman! according to his own statement the Prime Minister in which he has submitted to the Election Commission, had shown huge deposits but all of these deposits are in banks abroad. And when we talk of giving confidence then people see that the Chief Executive himself has no confidence in the banking structure of Pakistan. How do we expect foreign investment to come into Pakistan, because foreign investment only follows local investment and when local people are shying away from entering into the system itself, it is impossible to expect foreign investment to come.

Mr. Chairman, Sales Tax is basically a tax on consumption. The purpose being to keep inflation in check, sales tax is levied on those items on which taxation results in inflationary spiral pushing up of the prices of every commodity. It is basically a provincial tax to be collected and spent by the provinces as part of their provincial budget. It is recommendation

of the PPP that the Sales Tax should be reverted to the provinces.

Mr. Chairman! in conclusion, I would like to state that this is a budget of big business. This is a budget of the rich. What has this budget given? It is a budget of the tycoons. What has this budget given to the common man? It has given nothing. Mr. Chairman! and I would like to pose this question to this government that there was big hue and cry and hullabaloo that was raised that the government would be imposing or increasing the CVT on the stock market. But why has that increase not come about? Why is it today that the real estate has been excluded from taxation, which *mafia* as the government trying to protect by excluding real estate from the net of taxation and why is it that no subsidy has been given on *Atta* and *sugar* and if the government turns around and says Mr. Chairman, that it doesn't have the money to subsidize *Atta* and *sugar* for the common man. Then I can assure them not being an economist that if on these two accounts and CVT and huge transfers that take place through the purchase of property, if taxes are put there, they would have sufficient funds to provide for the subsidy that would effect the common man but as I said earlier that is not the constituency and therefore, this budget is not a budget of the common man and therefore, it needs to be rejected in that spirit. Thank you sir.

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب نثار میمن صاحب۔

سینیٹر نثار اے میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman! for giving me this opportunity to take part in this very important debate on the budget 2005-2006. At the very outset, I think it is very important to understand what is the Constitutional position, in so far as the economic system is concerned, in Pakistan. Because my learned colleague has time and again mentioned about the kind of economy and the kind of economic system that he thought is being pursued by the government of Pakistan. Mr Chairman! I would like to take your permission to quote the Constitution Article 18 and present this, I urge my colleagues on the other side to keep this in mind when talking about the budget and when we talk of the economy of Pakistan. The economy of Pakistan is dictated by the Constitution Article-18 I quote, "subject to such qualifications", if any as may be prescribed by law, every citizen shall have the right to enter upon any lawful profession or occupation, and to conduct any lawful trade or business."

If we go on to operative para, which is sub-Section (b) it says, "Regulation of trade, commerce or industries in the interests of free competition." I repeat, Mr. Chairman! "in the interest of free competition." I would like to come back that this clearly indicates the philosophy that Constitution asks us to pursue, it is the laissez-faire policy. It is a free trade we are talking about. All the things that were mentioned by the learned speaker were of the days when they used to be nationalization phenomenon in the world. Pakistan also entered into a nationalization process and that was one of the difficulties that Pakistan economy entered into in the early 70s. We know that even their own Government

subsequently during the changed course in 90s when they came out and talked about the privatization. It is the same privatization which today this Government is pursuing. It is the same economic system of laissez-faire that we are pursuing.

Therefore, I urge that this budget must be seen in the light of free trade and not a socialist economy or a communist economy and whatever goes with free economic system we need to look at it to appreciate that.

I would like to take this opportunity to congratulate the Government of Pakistan, the Prime Minister of Pakistan, the Ministry of Finance and the Minister of State for Finance who I understand, is the youngest Minister of State for Finance to present a budget in the Assembly .. I congratulate them for coming out with a very balanced budget. Why I say the balanced budget? I say it with all the responsibility, Mr. Chairman! it is balanced because it takes care of all the sectors may it be industry, service industry or the agriculture, it takes into account all of these sectors. It also takes into account the poor, the middle class that were not being mentioned and also the rich class that was mentioned about. It takes care and addresses all the issues relating to the classes that was talked about. We have stopped talking about the classes because we do not want to have contradictions in the society. This budget is balanced enough to address them equitably and if there is a burden of taxes and of the revenue, it has been put across on everybody.

It is also a development budget and I will be presenting you the facts from the PSDP to prove my points as to what is the development

budget. It is also a budget which is growth budget which is born by the fact that this very year we have achieved a growth and there is a growth in all sectors of the economy. It is also an investment budget because it does give the support and opportunity for a free competition. It is also a budget which is a reform oriented budget.

Now let's look at the entire budget. We find that last year country achieved 6.4% against the target of 5.3% after first time in 8 years. I want to congratulate the Government that after 8 years it was achived. But now after 20 years, we have achieved a GDP growth of 8.4% which is higher than all the achievements made by the various Governments in the last 20 years. Target that was given by the Government, by the then Minister for Finance and now the Prime Minister Mr. Shaukat Aziz, was that we will achieve a GDP growth of 8% by the year 2006.

Mr. Chairman! it is something we need to appreciate that targets which were given to be achieved in 2006, have already been achieved. Is it a mean achievment of this country, of the people of this country and of the various sectors of this economy who jointly achieved? It will be an insult to the people of Pakistan who have worked hard, because every sector including a common man and all the working class my due respect to them, and we salute all those people who are the tillers of this soil, who are the workers of the industry that they move the industry, the agriculture to achieve this remarkable growth in economy and we are minimising that by mere slogans of socialism that cannot be the reality, that can be theoritical act but the reality is in economics. I am sure, it is the numbers

which are hard cold numbers and there is nothing emotioned that we can talk about, but sometime one need to talk about in some of these areas which we have to improve further.

Now, let me also talk about the achievements. What are the major achievements? Many a things have been talked about and I must refer to the Pakistan Economic Survey. Mr. Chairman, if we were to go to the economic and social indicators then we find that GDP after 20 years have been achieved to that extent. However, there is a difference, in the year 1984-85 GDP was 8.7% but at that time the ratio of the current growth rate versus the total investment was only 12.8% while this year we have 15%. This is, the investment that has been achieved in Pakistan.

Now, if we look at the consumer price index which has been talked about. Yes, there has been an increase, it has been accepted. There are no pressures. The Government has achieved a good governance, where the State Bank of Pakistan is free. State Bank is a free Institution and makes an objective evaluation of the economy. Gone are those days when the Ministry of Finance could call SBI and tell them what to write. We know those days, we all know it. I do not want to go into that details. I only wish to present to you, Mr. Chairman! to this House that this inflation now is 9.3% inflation. But let me go down to look at the indicatorsand in the columns you will find in 1996-97 there was 11.8%, I am sure 11.8% is a higher inflation and then if we go back to 1995-96, 10.8%, still higher. We go to 1994-95, 13%, is still higher. We go to 1993-94, it is 11.3% and we go to 1992-93 it is 9.8%. I can go on to prove the point

that yes, there has been this increase. However, this is at a cost because as a student of economics, as a student observing the economic growth of the country, this is the cost you had to pay. When you want to grow, there will be, M2 will be there, money supply will be there. I agree, yes, there has been a money supply but let me talk about now. M2 in the context of the economic survey and in the context of the past, this time it is the money supply and the M2 is 13.1 and this has caused some problems for the poor people. Yes, we accept it.

However, let us go back to the previous years of 1997-98 14.5. If we go to 1994-95 17.2, we go to 1993-94 it is 18.1. I am confident to say all this because they are the hard numbers. They are facts of life. They reflect a history of our economic disorder of the past. While now, we have 13.1 and we are progressing. There is a growth into it. I can go on to the stock market also. Stock market very clearly indicates the kind of the growth that we have achieved and the investment made by the outside investors. So, I think to minimise the facts that times when there was index of the stock exchange only 1000 points which went up to 10000 points, yes it was speculative. This is a market where free laissez-faire has happened but it is a very clearthing that SECP which is the Government's authority and they very clearlycautioned the people to be very careful because it was a jump which was high. Even today, it is not one thousand sir, it is seven thousand three hundred as of yesterday as reported in the newspapers. So , what are we talking that the stock exchange didn't move, is that the money supply was not there? People were not putting the money. People

were still putting the money because there was a return on investment. There are people like us who invest there because there is a return on investment. Return two things, one on the dividend and the other is on the capital growth. Many of. us have benefited from it but those who are speculator will lose the money, but that is the free way of investing the money. So, this is well about what has been talked about. I was not intending to present this. However, since it was reflecting that it was negative about the economy. I think the fact that the country has moved, the economy has moved, now let me move to the past also.

Any government, Mr. Chairman! is judged by what it commits today, or what it committed yesterday and how did it perform. I take the liberty of presenting to you, Mr. Chairman! from the budget speech of Mr. Shaukat Aziz, the then Minister of Finance. The government very clearly at that time in June, 2004 identified and I quote from Mr. Shaukat Aziz's speech which is there are everybody would have in their records too. He mentioned, apart from the achievements that he talked about, which I am not going to talk about last year's achievement but also that he says and this is the realism of the economy and he says, " we are conscious of formidable challenges that still remain on the horizon," and what are these challenges and he mentioned that the challenges" include the following:

"The need to push the growth rate to 8%." Thank God it has been achieved. So, commitment challenges were laid down and they have been achieved before we can realistically hope to have a meaningful reduction in poverty. Now, here it is very clear and the economists accept that when

you are growing in a growth year only when you want to address the poverty, which here has increased, will only be addressed when the growth rate is addressed. So, today we are poised at a point where this growth rate must be sustained. Once it is sustained the poverty will come down. This is the economic phenomenon. If my colleagues had gone to the Harvard or schools of IBA, they would realise that there are computer projects, computer models are made and you can feed in your numbers right now and you will see what is the impact. The impact of the poverty will increase with the growth and will decrease when the growth is sustained beyond 8% that's what Mr. Shaukat Aziz mentioned.

So in this respect, we significantly increased and investment is required specially in the private sector. It is proved beyond any shadow of doubt by the economic analysis that have come in that there has been investment in Pakistan. Pakistanis have invested and if you want to go to one industry alone, the textile, there has been the new machinery that has come in. Who says that Pakistan is competing in the world without producing goods that compete well in the world. Only, if you invest in the machinery and in the people and on the human resources development then only you can be competitive and that is what has been done. The investment that was mentioned has been achieved. The need to improve human development indicators will be significantly increased by social spendings.

Mr. Chairman! I will now take up how much has been spent in the social development to indicate whether this was done or not and

accelerated privatisation. Don't we all know that privatisation of the seventies is the phenomenon of the past. There have been governments in the last ten years who have tried privatisation process but unfortunately were not able to move as much as this government. They have moved privatisation to the extent that I don't have to talk about whether it is Habib Bank, United Bank or many of the other industries that were privatised. The four points he (the then Finance Minister) talked about, the lack of adequate infrastructure of roads, water, power, gas and telecommunications need for major increase in development spendings aimed at rehabilitating the economic social infrastructure and finally he talked about "the good governance implementation in governance bottlenecks." Now these were whatthe challenges identified by the then Finance Minister and what has he and his team presented to us. Let me take you to that Mr. Chairman! First and foremost is the PSDP. I am quoting from the papers that we all have and I would like to present to youthe page No. 2. Mr. Chairman! 202 billion outlay that was there last year, has been increased to 272 which is 34.7% increase in the development. Now do we talk about the development with these numbers and we say there has been no development. What is development factor my colleagues are looking at? I fail to understand. Perhaps we both need to go to a school which is a common learning and we can then understand each other. However I like to point out that it is not 272 alone as it is presented by the news paper. I read a line further than that and that is a column Mr. Chairman! out side the PSDP which is a 34 billion additional

which takes it to 306 billion. So, we are moving from 202 billion to 306 billion. Mr. Chairman! simple arthmatic mean that is above 50% growth rate in development outlay has been there. What is this development? Somebody might say that yes, this is development and it was alluded to that it is for the rich peoples.

No, sir, it is a very balanced. Let me prove that point too. Now for the benefit of those who have different views. First of all the then Finance Minister talked about the infrastructure development. Has that now been done? Yes. If we go to Water and Power Division alone, we see that there are various dams because agriculture does not grow without the water. There are number of dams that are here and I am not going to go through them all. At the end you know sir, the lining of the canals, there is money for the construction and a very important point. It is not the small dams that have been talked about here or will be talked about in future but also the construction of twenty small dams or the delay action dams in Frontier. All that has been kept in the water sector.

We also have the Power Sector. The engines of growth of economy does not move without the energy. One such source, is the Ghazi Barotha Hydel Project. Mr. Chairman! total expenditure on this was 89 billion last year and this year again 2.5 billion has been earmarked for the completion of it. You will also see that there is a 24 millions throw-farward as on 30th.

So this project continues and then let me talk about the new ones, six secondary transmissions and grids are yet other ones. There are also a

number of projects, but I am not going to talk about. I now go to the nuclear energy. We see the Pakistan Atomic Energy where the Chashma Nuclear Power Project's costs, we already have spent last year 6.2 billions and throw-forward is something like 44.7 billions and next year 4 billion additional will be spent on the Nuclear Power Project at Chashma. We also see there will be an upgrade and extension of the PINSTEC Lab so that we focus on the growth and not only in Powers Plants but also on the research that fuels this and along with this, something is very very important because we are also using the nuclear for the medicines and radiotherapy. Lastly I will say that Pakistan is a responsible nuclear state we have put in place a Pakistan Nuclear Regulatory Authority, for the first time in the history. Let me congratulate the Government for having put all the controls in place which any civilised developed country would and Pakistan has put in place and this is the Pakistan Nuclear Regulatory Authority and there is money earmarked for this. This is something my colleagues could also mention because we need to also project Pakistan, irrespective of which side we come from, irrespective of the region that wecome from, irrespective of the party that we belong to because when it comes to Pakistan, we all need to project it.

Now, here in the communications, just one project Gwadar. Has nobody seen that on Gwadar alone 8.8 billion have been spent and already 3.7 billion is ear-marked for this year.

We are we talking about the growth? Growth in the social sector, Mr. Chairman, is extremely important. What is the social sector we are

talking about. The growth that we see in Karachi, the largest city of Pakistan, where in order to have them a clear water and a regular supply of water a greater 100 MGD bulk water supply is there. Money has already been spent 2.5 billion and in Quetta city which was at one time threatened to be vacated, even the cantonments was to be removed because you could not live without water. Who was the one? It was the President of Pakistan who gave this seheme on which 1.2 billion has been spent and there is an additional amount of money ear-marked for the next year also. So, here again, is the social development and we go on to the Education Division we will see HEC. I really don't know where to stop because there are so many significant development projects not what we will be doing, Mr. Chairman, but what we have already done and we will be building on. You can see that the Ph.D fellowships. Five thousand scholars which Government had started it and which Government has completed it. Is there any precedent in the past? No, Sir, there is none. Five thousand scholars going on merit scholarships in Science and Technology, two thousand additional scholarships and then talent farming schemes are there and foreign faculty is being hired. Now there are the problems due to which Pakistan could not improve the education system, therefore we are even looking at the outside faculty to come in and the expenses have been provided for it. We have Overseas Scholarship Schemes for the M.S., M.Phil and Ph.D. I can go on but it will now limit without taxing my other colleagues who already believe that there has been development.

Now let me talk about the Information Technology. Imagine that in the Information Technology so much has been done that even the press clubs have been provided IT and there has been an expenditure already of 3.5 million and there will be another 31 million provided again this year. So, in every area, in the schools and colleges everywhere we see a growth in Science and Technology going on. We know that the Government websites are attacked by the outsiders the hackers. Therefore the Government has very wisely provided funds for Government of Pakistan Website security. It will be home based and outside Pakistan too because you need to secure yourself and this is part of the security and defence of our information system.

Lastly, I will say that something that attracts my sympathy and I will like to present, which I am sure will also be appreciated by press. I draw your attention to 91-93 pages regarding Cabinet Division. I was invited once to the Senate Cabinet Division Committee and I learnt that so much was being done by the Alternate Energy Board of Pakistan. Mr. Chairman, I was very pleased that they have developed the solar energy technology for Pakistan. Let me show solar energy Lantern which is developed and this for common man who will have it. This is all for the poor people. It is not for the rich people or not for even some of us who have already electricity. What is this?

This is solar energy lantern which people will be using. The private sector has developed it, with Government encouragement. This is the Government of today, sir, and that is what I said is the Alternate

Energy with solar homes. Hundreds of homes will be provided solar lanterns. Now don't we know that this will be for the poor people. You have already seen that in Sindh we already have launched windmills. These are all part of development.

Mr. Chairman! after having talked about the challenges about the PSDP, let me look at the other challenges that we have. The challenge is poverty alleviation, the challenge is employment. What are we doing? If we have a PSDP of this size, certainly, anybody can tell us there will be an employment generation. There will be employment generation all around and who will be the beneficiary, it will be beneficial to the poor people, the middle class and everybody. Then there is Khushhal Programme of 4.4 billion increased to 7.5 billion rupees, in addition for less developed districts of Pakistan there is 1 billion. Those of us who have districts where we are working and are less developed, we can draw from that particular fund to develop our districts. For the poor people, it has been talked about that Rs.3000 is nothing, I think present 2500 is small amount, however, 20% increase has been made I think, there are challenges but government must keep up this to further improve life of the poor people. Mr. Opposition Leader, you will find that this House is going to compile the report and recommendations for Budget Bill amendment. We will ensure poverty alleviation further takes place and we will do it together, we will recommend together from this Senate. Sir, the middle class taxes relief has finally come about. We know how the middle class is because some of us are from the middle class. We know how it is

to work hard and then pay taxes, we have paid taxes to the tune of 40%. Now, middle class will be paying 20% out of their salary, I think, this is only fair and that has been done. There has been Micro Credit but nobody talks about the Micro Credit Bank is where is 500,000, five lac families have benefitted.

The State Bank, and the Government has given the numbers and these are facts hard facts. Additionally, Khushhali Bank will be benefitting five hundred sixty three thousand next year. If you see the statement of the Minister and the statement of others, the widows will be allowed to write off their loans and make them easy. For the old people, there is pay and pension, only old people can recognize the fact that this is an advantage for them. In National Savings, people will see that profit and investment up to hundred and fifty thousand they will be exempt from the withholding taxes. So, there are number of things and by the way in less developed districts 22 million people will benefit from this. I can go on but I think, just to make a point that there is a lot for a poor person, for a middle class man and for everybody who is tilling the soil or working in the factories or is a white collar worker. Now, let me talk about the most important point. When you talk of budget sir, it is not just the number where is this money and investment going, it must go to the good governance and various what the good governance and investment proposal. It is Government which provided for laws on borrowing, I mean, the Fiscal Responsibility Bill. We just debated in the Finance Committee and I must compliment the Government that they are excercising the

control on themselves. At least 4.5%GDP will be provided for the social sector. Is it not a Government which thinks about the social sector. It is in fact, putting itself in chains and bindings to do it. I mentioned about the taxes, I am not going to go around talking about how much taxes are there but if you see there is tax rationalization, there is the growth of the economy which will only take place if we will be competitive in terms of WTO already coming and we need to be exporting well. Now, in order to export, people used to have duty draw back, I will only mention one thing because many other people used to come to us, saying why the Parliamentarians are not doing anything and where is the Government which is sensitive, which is already taking other action and committed there will be no duty nor drawback. The problem was that you export then you claim back duties paid. Now export is zero rated and therefore, there is no money paid to Government neither duty draw back with somebody sitting there to give you money back which was only if you give him a cut, thus the doing away with corruption. Now is good governance and the corruption has been eliminated by duty drawback andit is zero rated.

Nobody talked about the agriculture why not? Are we not conscious of the fact that the majority of people are living in the rural, they are poor poeple, they are contributing to Pakistan. And let me remind all of you that the Government has given a relief on urea to tune of rupees 3.8 billion because they wanted to provid us a cheeper urea, and this is exactly what some of the other countries are doing and in order to support agriculture some kind of a support or subsidy is provided. Then the loans

have been given to the extent of 100 billions, there have been tractors, bulldozers, water courses, lining and allocation has increased, and now finally one village one product. Sir, there is a lot in the agriculture that has been done, that is planned to be done.

Why are we not talking about the service sector? Have'nt we improved the quality of life? Now mobiles have been there, the telecom sector has increased and government has seen that people's quality of life improves. How does it improve? By providing the electricity which we have been doing with our fund and the government has also been doing, the gas, the water, the electricity. The motorcycles and cars manufactured in Pakistan, where was this phenomenon before. Mr. Chairman, all this is to indicate that there has been improvement. In addition, construction of the houses is going on. Now if the people are constructing their houses, is it not something that some of the parties wanted to do it, but interestingly enough those who were not able to do it, this Government without the slogan, is providing the housing. And providing the food and if the *Atta* is going higher, one way was to bring in some mechanism like utility stores. I remember in 1993 we did it for three months and the prices came down because of competitiveness. If one utility store has a lower prices other can not keep higher than that.

So, this is all good governance that we are talking about. Where is a recognition of a bold action that 319 edible items have been exempted. Will we see that in our all the prices and this is all in the budget speech,

sir, this is all in the brief and it is all in the Finance Bill. All the life saving drugs have been exempted from duties/taxes. I thought the glass is three fourth full and I need to show that picture, it is only quarter of the glass which is empty which is what was shown earlier.

Now finally on the defence of the country. Will the honourable members from the other side like to reduce our security and expose the people of Pakistan to the risk? The world is still not calm. We are working, the government has infact been very unprecedented sucess with India where whom we were eye ball to eye ball in 2002 and now the Leaders are coming, people are coming, *Hurriat* Leaders are here today, isn't a small achievement, and we have opened up and we are working towards a resolution and not having a peace alone. Peace is temporary at the moment but government has put in place what is called irreversible processes. Now, this is fine just because the peace is coming. Are we suggesting that our defence should be exposed? No sir, no countryman would like to have that, we must increase our defence. Don't we all know these figures available in all the journals that what is the total strength of Air Force of Pakistan and where is Air Force of India and the other countries and the Navy and the Army. We are not competing. The President of Pakistan said that we have a "defensive deterrence strategy" which we are following and for that we must allocate and allocated 3.3% more. This 223 billion is vs 193 billion of the last year. Last time it was a lower outlay and today it is going to be 1.1 billion higher outlay then the increase.

So, in real terms, it is not a growth, in real terms it is just keeping up. It is because of the quality of commitment and the ideology of the Pakistan forces that today they do not require as much funds that any other country would require. I would only say that country will only be strong if the defence is strong and defence cannot be strong by mere words, it has to be given equipment to the men who are fighting and putting their lives in jeopardy and giving life to the people of Pakistan.

Finally the quality of life has improved. This is what the justice is, what is justice? It is not only in the court, it is the economic justice and this budget is leading us to the economic justice for all segments of the society. In the end I will say, let us work together to reduce poverty, let us work to contain inflation, let us provide the job. Let's move now from the macro economics to the micro economics that the country's government is trying to move. I think this is the time to seriously look at the numbers, seriously look at the Finance Bill that has been presented and make recommendations just like we did last year. I look forward to working together with the Opposition in the Finance Committee towards these objectives. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: That was remarkably a brief speech but it should not become the fashion. It was very brief. I suppose other Members allocate him time. I will now request Maulana Gul Naseeb Sahib to address the House.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، میں کل تقریر کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اچھا۔ اسماعیل بلیدی صاحب نہیں ہیں، پروفیسر غفور صاحب نہیں ہیں۔ میں گزارش کروں گا رضا محمد رضا صاحب سے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، شکریہ جناب چیئرمین! کہ آپ مجھے بجٹ جیسے اہم موضوع پر موقع فراہم کر رہے ہیں، پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے موقف، محکوم قوموں، پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں اور سرائیکیوں کے اتحاد، پونم کے موقف کو بیان کرنے کے لیے۔

جناب چیئرمین! وہ جو کہتے ہیں کہ

انداز بیاں اگرچہ بہت شوخ نہیں ہے

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

جناب! بات میری یہ ہے کہ اگر اس ملک میں ایک genuine democratic parliamentary اور constitutional federation ہوتی۔ اس ملک کے پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں اور سرائیکیوں کے لیے فطری اور autonomous federating units ہوتے اور خوشحال اور prosperous بھی ہوتے، ان کی autonomy کی constitutional guarantee کے طور پر سینیٹ کو یہ اختیارات ہوتے کہ وہ Finance Bill کی منظوری دیتا۔ وہ وزیر اعظم کے اعتماد اور عدم اعتماد کا اختیار رکھتا اور سینیٹ ملک کی تمام اہم آسامیوں کی تعیناتی کا اختیار رکھتا تو جناب چیئرمین! آج اس ایوان میں ان تمام معزز ممبران کی بجٹ تقاریر ان کے دلائل اور استدلال کی کوئی اہمیت ہوتی۔ اس کی کوئی قدر ہوتی اور ہم بھی یہ توقع کرتے کہ ہم جو بھی یہاں بیان کریں گے، پیش کریں گے وہ ثمر بخش ہوں گے یا کم از کم ہماری ان سفارشات کے لیے، ان کی منظوری یا انہیں رد کرنے کے لیے کوئی joint sitting ہوتی اور اس میں سینیٹ کے ممبران کی بجٹ تجاویز پر بحث ہوتی لیکن جناب چیئرمین! یہ تمام ہماری اب تک خواہشات ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ ہم ایک ایسے ایوان میں بیٹھے ہیں جس میں ہم صرف فریاد کرتے ہیں اور آپ سنتے ہیں اور پھر ہم دوسرے دن دوسرے موضوع پر کوئی اور فریاد کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ جو ہمارے کرم فرماؤں نے، جناب شوکت عزیز صاحب اور ان کی ٹیم نے ایک ٹریلین اٹھانوے بلین کا ایک بجٹ پیش کیا ہے اور اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے

کہ ہمارے وسائل 927 billion ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس میں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اپنے وسائل 630 billion ہیں۔ ہمارے ان ماہرین نے جو اٹھانوے بلین bank borrowing کے نام سے لیے گئے ہیں ان کو خوبصورت نام دے کر وہ اس میں شامل کئے ہیں۔ ہمارے ملک کے تمام اثاثہ جات کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کرکے یعنی ہمارے حبیب بینک کو، کے ای ایس سی اور پی آئی اے کے علاوہ دیگر اثاثہ جات privatization proceed کے نام پر نجکاری کے نام پر اس کے بیس بلین اس میں شامل ہیں۔ اور بڑے خوبصورت نام دے کر external assets بیرونی محاصل ۲۱۲ ارب روپے جو قرضے ہیں ان سب کو شامل کرکے

جناب چیئرمین! یہ ۲۳۰ ارب روپے کے خسارے کا بجٹ ہے۔ اور کتنی پردہ پوشی کی ہے۔ مختلف ناموں سے اس کو چھپا لیا ہے۔ ۲۳۰ ارب روپے کے خسارے کا بجٹ ہے۔ اس کی پہلی بات جناب یہ ہے۔

دوسری بات جناب چیئرمین! اس بجٹ میں بجائے اس کے کہ ہمارے ملک کے کروڑوں غریبوں کو اور ہر ماہ، ہر سال غربت کی حد سے ہمارے لاکھوں نیچے آتے رہتے ہیں۔ ہمارے غریب عوام کا مطالبہ یہ تھا کہ گزشتہ سال کے تمام ناروا ٹیکسوں میں کمی کی جائے۔ ان کا بھاری بوجھ ختم کیا جائے اور نئے ٹیکس نہ لگائے جائیں۔ لیکن جناب چیئرمین! آپ دیکھ لیں کہ صرف دو مدوں میں سیلز ٹیکس پچاس بلین روپے کے مزید ناروا ٹیکس لگائے گئے ہیں اور تیس بلین کے ٹیکس انکم ٹیکس کی مد میں لگائے گئے ہیں۔ صرف دو مدوں میں ۸۰ بلین بھاری نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ناروا ٹیکسوں میں اضافے کا اور غریب عوام کے استحصال کا بجٹ ہے۔ علاوہ اس کے جناب چیئرمین! ٹیکسوں کا تو آپ کو علم ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی Oil advisory committee نے ہمارے ملک میں جو مسلط ہے، سود خوروں کا، سرمایہ داروں کا اور ان کے دلالوں کا ایک ٹولہ ہے اس نے اس ملک میں پٹرولیم کی ۲۰ فیصد price hike مسلط کی ہے۔ اور ان کے ذریعے جناب پٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی ۲۲ بلین سے بڑھا کر ۴۲ بلین کر دی گئی ہے۔ وہ جو سرچارج ہے اس کو سو فیصد کر کے ۲۸ بلین کا ٹیکس بنا دیا ہے۔ تقریباً ۶۰ بلین کا ٹیکس پٹرول کے ذریعے جو تمام مہنگائی اور بدحالی کی اصل سبب ہے اور اس کی جی ایس ٹی ۱۵ فیصد، اس

کا distribution margin ساڑھے سات فیصد اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ ہم انڈیا کے ساتھ مقابلے کی بات کرتے ہیں وہاں پر petrol distribution margin ساڑھے تین فیصد ہے ۔ ایسے ہی ناروا ٹیکسوں سے بھرمار کا یہ بجٹ ہے ۔ اور پھر آپ کہتے ہیں کہ ہمارا ٹریلین کا بجٹ ہے اور یہ ہمارا شوق تھا۔ جناب! اس ٹریلین کے بجٹ میں میں ۸۲۶ ارب روپے غیرترقیاتی اخراجات ہیں۔ جناب چیئرمین! اور ترقیاتی اخراجات ۲۷۲ بلین ہیں۔ اس میں کہتے ہیں ہمارے اخراجات پبلک سروس میں ۲۵۰ بلین ہیں اور پبلک سیفٹی افیئرز وغیرہ جیسے بڑے خوبصورت نام دے دیتے ہیں۔ اس مد میں اٹھارہ بلین روپے رکھے گئے ہیں ۔ یہ جو پیرا ملٹری ہیں وہ بھی اصل میں ہماری آرمی کا addition ہیں۔ تو یہ سب ملا کر اور ۲۳۰ ارب روپے دفاع کے لئے رکھے گئے ہیں ۔ دفاع کا معیار آپ کو بتاؤں کہ اس ملک کے بجٹ ایسے ہوتے ہیں کہ ظاہر بجٹ میں ایک figure دیا جاتا ہے اور عمل میں وہ دوسرا بن جاتا ہے۔ دفاع کے last budget میں آپ دیکھ لیں 193 billion کا حدف مقرر تھا کہ یہ دفاع پر خرچ ہوں گے لیکن خرچ 216 ارب ہوئے اس میں اضافہ کیا گیا الفاظ میں چھپا کر ۔ اور ترقیاتی بجٹ کے لئے پچھلے سال کیا مقرر ہوا تھا۔ 207 ارب روپے مقرر ہوئے تھے لیکن خرچ ہوئے 120 ارب روپے۔ 207 ارب میں سے 120 ارب خرچ ہوئے ترقیاتی پروگرام پر۔ اس تناسب کو دیکھا جائے تو اس سال کے جو ہم نے دفاع کے نام پر 230 ارب روپے رکھیں ہیں وہ 250 billion بن جائیں گے ۔ ہمارے ماہرین کے ہاتھ کی صفائی کی برکت سے 250 billion بن جائیں گے۔ یہ جو 230 ارب ہیں اور اسی طرح ترقیاتی بجٹ کے جو 272 billion کا دعویٰ ہے وہ اس تناسب سے پچھلے سال میمن صاحب کی تعریفیں میں نے سن لی ہیں لیکن پھر next year میں دیکھا جائے گا کہ یہ جو 272 billion کا آپ ترقیاتی بجٹ کا دعویٰ کرتے ہیں یہ 150 billion بن جائے گا۔

جناب چیئرمین! یہ آپ کا ترقیاتی بجٹ ہے ۔ یہ سرمایہ داروں کا ، سود خوروں کا ، جاگیرداروں کا اور دلالوں کا ، اپر طبقات کا جو دوسروں کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں اور اس ملک کی دولت کو یہاں سے لوٹ کر بیرون ملک منتقل کرتے ہیں یہ ان کا بجٹ ہے ۔ پیرس میں سفارتخانے کے ڈرائیور سرفراز نے مجھے بتایا کہ میں تیس سال سے یہاں پر ہوں ہم یہاں سے تھیلے بھر بھر کر پیسہ ملک بھیجتے ہیں اور ہمارے حکمران لوٹ مار کرکے بوریاں بھر کر واپس پیرس یا

نیویارک بھیج دیتے ہیں۔ یہ ان کا کام ہے یہاں سے بوریاں بھر کر واپس لے جانے والے طبقات کا بجٹ ہے۔ شوکت عزیز صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے import میں کمی کی ہے یہ شرم کی بات ہے یہ globalization کی یلغار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے اور اس کا نتیجہ ملک کی منڈی کو خارجی سرمایہ داروں کی مصنوعات کے حوالے کرنا ہے ۔ ہماری زراعت اور صنعت اب ترقی نہیں کر پائے گی۔ ہمیں اب سبزیاں بھی دوسرے ممالک سے خریدنا پڑتی ہیں۔ پیاز اور آلو ہمیں دوسرے ممالک سے لینے پڑتے ہیں۔ ہمارے اس زرخیز ملک کی زراعت کی ترقی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ ایسے حالات میں جب آپ عالمی سودخوروں کے ان اقدامات کے چنگل میں آ جائیں گے ۔

جناب چیئرمین ! ہم کہتے ہیں کہ یہ غیر آئینی بجٹ ہے ۔ NFC Award کا یہ طریقہ تھا کہ 80% حصہ صوبوں کا ہوتا تھا اور 20% حصہ وفاق کا ہوتا تھا اور یہ سلسلہ شروع سے جاری تھا۔ پھر جب ہمارے مارشل لاؤں کے ، ہمارے جرنیلوں کے کمال سے نگران حکومتیں مسلط ہوئیں اس سے یہ فارمولہ تبدیل کرکے صوبوں کے حصے کو 37.5% کردیا اور وفاق کے حصے کو 63.5% کردیا اور اس کو اب مسلط کیا گیا ہے ۔ federating units نے قوموں نے ، پشتونوں ، بلوچوں ، سندھیوں نے سراسر اس فارمولے سے انکار کیا ہے ۔ اگر ان کی حقیقی نمائندہ حکومتیں ہوتیں تو اس فارمولے کے خلاف ایک بات کرنے کو تیار نہ ہوتیں۔ لیکن یہ تیسرا بجٹ NFC Award کے بغیر ہے ۔ اب اس بجٹ میں 284 billion روپے صوبوں کو جائیں گے اور وہ بھی پنجاب تو خوش قسمت ہے اس کی خوش بختی یہ ہے کہ ایک تو اس کا اپنا حصہ جو اس نے اپنے لئے متعین کیا ہے 50% سے بہت زیادہ 284 billion میں سے 143 billion پنجاب کو ملے گا اور جو دوسرا اس کی بندوق کا حصہ ہے اور جو وفاق کا تمام بجٹ ہے وہ دراصل پنجاب کے بجٹ میں شمار ہوتے ہیں۔پشتونخواہ صوبے کو صرف ۴۴ بلین ملیں گے۔ گل نصیب صاحب کی پارٹی کو، ہمارے MMA کے دوستوں کو ۴۴ ارب روپے سے اپنا بجٹ بنانا ہوگا۔ ہمیں اور ثناء بلوچ کو پشتون بلوچ صوبے، بلوچستان کے لئے ۲۰ ارب روپے ملیں گے۔ ۲۰ ارب سے ہم نے بجٹ بنانا ہوگا۔ اسی طرح سندھ جیسے بڑے صوبے کو صرف ۸۶ ارب روپے سے اپنا بجٹ بنانا ہوگا۔ یہ position ہے آپ کی۔ تعلیم کے لئے آپ کے اس بجٹ میں صرف ۱۶ ارب روپے ہیں۔ تعریفیں کرتے ہوئے کوئی شرماتا بھی نہیں۔ صحت کے لئے اس بجٹ میں صرف ۴ ارب روپے ہیں۔ یہ اس بجٹ

کی position ہے۔ جناب چیئرمین! رضا ربانی صاحب نے جو pay scales کی بات کی، شوکت عزیز صاحب نے کہا ہے کہ فی کس آمدنی ہمارے ملک میں ۷۳۶ ڈالر ہے۔ ہمارے ملک کے کتنے خاندان ہوتے ہیں؟ متوسط خاندان اس ملک کا کیا ہے؟ ۵ افراد سے کوئی خاندان کم نہیں ہوتا۔ پشتونوں کے خاندان تو ۲۰، ۲۰ افراد کے ہوتے ہیں۔ آپ بڑے ماہر ہیں، آپ اس کا اندازہ لگائیں۔ ۷۳۶ فی کس آمدن کے حساب سے آپ اندازہ لگائیں کہ ایک خاندان کی ماہانہ income کیا ہونی چاہیے؟ اسحاق ڈار صاحب کہتے ہیں کہ ۱۸ ہزار سے زیادہ ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ ان کے الفاظ کے گورکھ دھندے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے یہ figures بالکل مستند اور مصدقہ ہیں۔ یہ آپ کے figures ہیں۔ جناب چیئرمین! وہ جو ہمارے فوجی صاحبان پینشن کی مد کو بھی سول کے حوالے کر لیتے ہیں جو کہ ۳۰ ارب سے زیادہ رقم ہے۔ لاکھوں فوجی ہیں جو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور پینشن لے رہے ہیں۔ اس ملک میں تو اور کچھ ہے بھی نہیں۔ لشکر کے لشکر آتے ہیں اور فارغ ہو جاتے ہیں اور ان کی تنخواہ حاضر سروس ملازمین سے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بھی ہم پر اب تاوان ہیں۔ پینشن ان کو Defence Budget سے نہیں دی جاتی۔ کئی سالوں سے وہ ہمارے سروں پر مسلط ہیں۔

جناب چیئرمین! ایسے حالات میں ہم کہتے ہیں کہ بجٹ میں آپ نے اگر قیمتوں کو کم کرنا ہوتا، آپ نے اپنی income کو بڑھانا ہوتا تو آپ یہ جو land mafia کا کاروبار کرتے ہیں؛ پراپرٹی کا کاروبار کرتے ہیں، ہمارے تمام جرنیل صاحبان اب اس کاروبار میں مصروف ہیں۔ ہماری بیوروکریسی کے تمام بڑے بڑے لوگ اسی کاروبار میں مصروف ہیں۔ سب سے بڑا منافع بخش کاروبار ہے لیکن اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کا یہاں کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ اس بجٹ کی position ہے۔

اس بجٹ میں آپ نے پٹرولیم کی مصنوعات پر GST کو ۱۵ فیصد سے کم کرکے ۵ فیصد تو نہیں کر دیا۔ نہ آپ نے ساڑھے سات فیصد distribution margin کو کم کرکے ساڑھے تین فیصد کرنے کی تجویز دی ہے۔ یہ اصل سبب ہے جناب مہنگائی کا۔ بدترین مہنگائی کا سبب پٹرولیم کی قیمتیں ہیں لیکن اس کو کنٹرول کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ ان کو کم کرنے کے لئے کوئی اقدام تجویز نہیں کیا گیا ہے۔ ایسے حالات میں جناب ہم بجٹ پیش کرتے ہیں۔ پھر ہمیں بجٹ کی تعریفیں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ جناب چیئرمین! ہماری تجاویز

یہ ہیں کہ اس غیر ترقیاتی بجٹ کو کم کرکے ترقیاتی بجٹ بنایا جائے۔ تمام indirect taxes میں کمی کی جائے۔ بالخصوص سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس میں کمی کی جائے۔ اس کے علاوہ یہ جو Oil Advisory Committee اس ملک پر مسلط ہے اس کے اختیار کا خاتمہ کیا جائے۔ اس پر پابندی عائد کی جائے اور پٹرولیم مصنوعات پر یہ ناروا ٹیکسوں کو ختم کیا جائے۔ جناب چیئرمین! آپ کہتے ہیں کہ آپ کچھ نہ کہیں۔ ادہر شیر افگن صاحب بھی مجھے کبھی کبھار کہتے ہیں کہ آپ بڑی تلخ باتیں کرتے ہیں۔ پشتون بلوچ صوبے میں، پشتونوں بلوچوں کی جتنی بھی زراعت کی محنت تھی وہ آٹھ دس سال کی خشک سالی سے تباہ ہوگئی۔ 80% سے زیادہ زراعت ہماری تباہ ہے۔ ہماری زندگی کا انحصار مویشیوں پر تھا، لائیو سٹاک پر تھا وہ بھی 80% سے زیادہ تباہ ہوگیا۔ پورے صوبے میں ہمارے لوگ migration پر مجبور ہوگئے۔ اس drought کے لئے آپ نے ڈیرہ پروگرام بھی بنا رکھا تھا۔ اس سال، اس بجٹ میں ڈیرہ پروگرام کے لئے drought کے خاتمے کے لئے کچھ بھی نہیں۔

جناب چیئرمین! پارلیمانی کمیٹی نے سفارش بھی کی تھی کہ اس drought کے ازالہ کے لئے drought strategy بنائی جائے۔ ڈیم تعمیر کئے جائیں۔ وہاں پر سڑکیں تعمیر کی جائیں۔ وہاں کی زراعت و صنعت کی ترقی کے لئے خصوصی packages دیئے جائیں مگر بجٹ میں تمام دعوؤں کے باوجود، آپ کو پچھلے سال یاد ہوگا کہ ہم نے اور اسفند یار ولی خان نے مل کر کوئٹہ ژوب روڈ کی بات کی تھی اور سفارش کے طور پر اس ہاؤس نے اس کو منظور کیا تھا اور اس وقت کے منسٹر صاحب، غوری صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ میں خود کوئٹہ جاؤں گا اور کوئٹہ ژوب پر سفر کروں گا لیکن نہ پچھلے سال اور نہ اس سال جرنیلوں کے اعلانات کے باوجود، مشاہد صاحب کی تسلیوں کے باوجود کوئٹہ ژوب روڈ کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ کوئٹہ ڈیرہ اسماعیل خان روڈ ہے اس کو دو دہائیاں ہو چکی ہے۔ اس کی تعمیر میں ایک نسل اب جوان ہو چکی ہے۔ اس کی تعمیر جاری ہے۔ سارا کام تیس میل کے اندر جاری ہے۔ تین دہائیوں میں تیس میل مکمل نہیں ہو رہے۔ اس کے لئے پتا نہیں کیا رکھا گیا ہے۔ نام تو اس کا غلط انداز سے نام ہے۔

جناب چیئرمین! ایسے حالات میں جب اس ملک کے اقتدار کے فیصلوں میں اور معاشی پالیسیوں میں، منصوبوں میں، قوموں کا کوئی حصہ نہ ہو، ان کی کوئی شراکت نہ ہو، سیاسی فیصلوں میں

ان کی کوئی حصہ داری نہ ہو' ان سے کوئی پوچھے نہ تو جناب چیئرمین! ایسے حالات کے نتائج کیا نکلیں گے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں صحیح figure دینے کو کوئی تیار نہیں۔ 32 لاکھ سے زیادہ ملازمین ہیں۔ اگر آپ حساب کریں کہ اس میں سندھیوں' بلوچوں' سرائیکیوں اور پشتونوں کے ملازمین کتنے ہیں۔ تمام وفاقی محکموں میں اور پھر صوبوں میں سب کو ملا کر میرے خیال میں 33 ,32 لاکھ ملازمین میں سے 29 لاکھ صرف اور صرف پنجاب سے وابستہ ہیں۔ تمام نہریں پنجاب میں ہیں' تمام کارخانے پنجاب میں ہیں اور دیگر سہولیات' حکمرانی کے تمام ایوان ان کے کنٹرول میں ہیں۔ جب ایک صوبے کی پالیسی ہوگی تو بجٹ اس کا ہوگا۔ میں اس وفاقی بجٹ کو پنجاب کا بجٹ کہوں گا۔ پنجاب کے اس بجٹ کے نتیجے میں خوشحالی جو بھی آئے گی وہ صرف پنجاب تک محدود ہوگی۔ ہمارے لئے اس میں کچھ بھی نہیں لہذا ہم اس بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔ یکسر' سراسر غیر آئینی اور عوام دشمن قرار دیتے ہیں۔ قوموں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ایسے حالات میں ہم بجٹ پر آپ کے سامنے ہیں۔

یہ جو میں نے آپ کے سامنے figures رکھے ہیں اگر کوئی اس کو جھٹلا سکتا ہے کہ یہ خسارے کا بجٹ نہیں' اگر کوئی جھٹلا سکتا ہے کہ یہ غیر ترقیاتی اخراجات کا بجٹ نہیں' اگر یہ کوئی جھٹلا سکتا ہے کہ یہ این ایف سی ایوارڈ کے بغیر نہیں ہوا' اس کی منظوری سے ہوا' یہ غیر آئینی نہیں' تو ٹھیک ہے ہم کچھ نہیں کہیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ غیر آئینی اور قوموں کی مرضی کے خلاف بجٹ ہے۔ حالت کیا ہے؟ اس ملک کے وسائل کہاں سے آتے ہیں۔ پشتونوں کے دریاؤں کا پانی' ان کی بجلی' ان کے قیمتی معدنیات' ہر قسم کے جنگلات' پشتون محنت کشوں کی محنت' ہمارے دیگر ذخائر کوئلوں کے' آج کل گیس کے ذخائر جو کوہاٹ' شکردرہ اور گورگری میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کوئٹہ کے زرغون غر اور ژوب میں پیدا ہو رہے ہیں۔ بلوچوں کے گیس کے وسیع ذخائر اور ہر قسم کی قدرتی معدنیات قیمتی' ان کی کوسٹل ان کے دیگر وسائل۔ سندھ کے تمام revenue جس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ 75% اس ملک کا سندھ سے آرہا ہے اور سندھ کو واپس کیا جا رہا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ عشر عشیر بھی نہیں۔ یہ ایک سوال ہے' قوموں کے لئے اور یہ مطالبہ آیا کہ قوموں کے اپنے وسائل پر ان کا اختیار ہوگا' ان سے استفادہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ قوموں کو اپنے فطری صوبے قائم کرنے کا' پشتونوں کی چار حصوں میں منقسم سرزمین کو

متحدہ صوبہ پختونخواہ، پشتونستان، یا افغانیہ میں متحد کرنے کا۔ اسی طرح بلوچوں کی، اسی طرح سندھیوں کی اور ان بدقسمت سرائیکیوں کا اور پھر ان کی آئینی گارنٹی کے لئے اس ایوان کو اختیارات ملنے چاہییں تب جا کر تمام فیصلے، تمام پالیسیاں ہم مل کر بنائیں گے۔ اب ستاون سال گزر گئے، پہلے آئین نہیں تھا۔ پھر 73 میں آئین دیا گیا اس میں وعدہ کیا گیا کہ دس سال کے بعد آپ کو اختیارات دیں گے Concurrent List کا جس کے لئے وسیم صاحب اب بھی تیار نہیں۔ ستاون سال گزرنے کے بعد اور 73ء کے آئین کے بھی بتیس سال گزرنے کے بعد کہتے ہیں کہ پانچ سال ہمیں اور بھی دے دو۔ کس چیز کے لئے؛ concurrent اختیارات کے لئے۔ یہ صورتحال ہے جناب۔ ایسے حالات میں جب آپ آئینی گارنٹیاں نہیں دیں گے۔ معاشی پالیسیوں میں شراکت نہیں دیں گے۔ سیاسی پالیسیوں میں حصہ داری نہیں دیں گے تو پھر قومیں اس بات پر مجبور ہیں ۔ اب بھی سوچ رہے ہیں۔ ہم جیسے لوگ جب اپنے لوگوں میں جاتے ہیں اور یہ قصے سناتے ہیں کہ ہم نے یہ تیر مارا، منا نے وہ بات کہی، اسفند یار خان نے وہ بات سینیٹ میں کہی اس کو کوئی نہیں سنتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا کوئی اثر نہیں۔ پارلیمانی جدوجہد کے اس محاذ کی اب قوموں کے لئے کوئی اہمیت نہیں۔ اہمیت اس لئے نہیں کہ آپ اس ملک کو adhoc پر چلا رہے ہیں۔ اس کے لئے آئین کا انتظام نہیں کرتے۔ قوموں کے اطمینان کا بندوبست نہیں کرتے۔ ایسی ضمانت نہیں دے رہے، ایسا آئین جو اپنے آپ کا محافظ ہو، میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ اس ملک کے دفاع کے لئے برابر تعداد میں، پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں کی ایک آرمی قائم کریں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون مائی کا لعل مارشل لاء نافذ کرتا ہے۔ جب تمام قوموں کی مشترک فوج ہوگی تو کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ وہ مارشل لاء لائے۔ اب مارشل لاء کا ایک ہی فریضہ ہے اور وہ پنجاب کی بالادستی کو قائم رکھنا۔ تمام شعبوں میں پنجاب کی بالادستی۔ جناب ایسے شریف لوگوں سے ہمیں ندامت ہوتی ہے ۔ جب ہم برا بھلا نام لے کر کہتے ہیں اور ہمارے دوست ناراض بھی ہوتے ہیں، لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ پنجاب کے دانشوروں نے اگر اس صورت حال کا ادراک نہیں کیا۔ اس ملک کے مسائل کا، اس کے مستقبل کا تو یہ خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ قومیں ہمیشہ کے لئے محکوم نہیں رکھی جا سکتیں۔ سوویت یونین سب سے بڑی پاور ہونے کے باوجود، اب بھی میں یقین سے کہتا ہوں کہ امریکہ سے زیادہ طاقتور ہے سوویت یونین۔ اس وقت کا سوویت یونین سولہ

ریاستوں کو اپنی ایٹمی طاقت سے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے پر مجبور نہیں کرسکا تو آپ کی nuclear power سے جس کی پتا نہیں اب پوزیشن کیا ہے' آپ تو کہتے ہیں کہ ہم Nuclear Power ہیں لیکن پتا نہیں اس کو کس کے کوڈ لگے ہیں۔ یہ آپ کی nuclear power کس کے کنٹرول میں ہے۔ اس Nuclear power سے یا اس Army سے آپ پشتونوں کو بلوچوں کو، سندھیوں کو سرائیکیوں کو محکوم نہیں رکھ سکیں گے اور وہ کس ملک کو چلانا چاہتے ہیں۔ یہ وہ کہتے ہیں کہ

تیرے دست ستم کا عجز نہیں

دل ہی کافر تھا جس نے آہ نہ کی

کوئی عجز نہیں رکھا ہے پنجاب نے قوموں کے خلاف لیکن وہ تب ہی کہتے ہیں کہ ہم اس ملک کو چلاتے ہیں۔ آیا یہ ہمارا مشترکہ ملک ہے' اس کو جمہوری فیڈریشن بنانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے دینے کو تیار ہیں۔ لینا نہیں چاہتے لیکن اپنی مرضی سے۔ فوجی طاقت سے کوئی گوادر نہیں بنے گا۔ میں میمن صاحب کو یاد دلاتا ہوں کہ گوادر وہاں کے پشتونوں بلوچوں کی مرضی سے بنے گا۔ ان کی authority کے تحت وہ چلے گا۔ ایسا گوادر نہیں بنے گا۔ نہ آئندہ کے لیے آپ ایسے وسائل لوٹ سکیں گے۔ اب قومیں بیدار ہیں۔اب تو میمن صاحب کی water policy بھی آ گئی ہے۔ Water policy میں وہ کیا کہتے ہیں' مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ اب ہمارے دریاؤں کو بھی privatize کیا جا رہا ہے اور clear cut اس میں کہا گیا ہے کہ بل ان کے سامنے پیش بھی ہوا کہ Corporate body بنائی جائے گی۔ یہ جو کچھ پشتون نظر آتے ہیں یہ بھی ان کو قبول نہیں۔ یہ جو ہمیں محض راز کا پتہ چل جاتا ہے کہ یہ پوزیشن جاری ہے' اب یہ کالا باغ ڈیم بنانے والے ہماری اباسین کے دریا کو بھی privatize کرنے جا رہے ہیں۔

جناب ! ایسے حالات میں کیا قومیں اکیسویں صدی میں غلامی میں خوش رہیں گی' دعا کریں گے؟ کوئی نہیں۔ جناب میں وقت نہیں لوں گا صرف ایک بار پھر اس امید کے ساتھ کہ بڑے تلخ حقائق ہیں جو سامنے آگئے ہیں ' اس کا ادراک ہونا چاہیے۔ قوموں میں بڑی سنگین اور شدید بے زاری ہے' مایوسی ہے اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔ اس ملک میں فوجی آمریتوں کا خاتمہ ہو۔ یہ جو ہم جرنیل کی تعریفیں کرتے ہیں اور جب ہم نام لیتے ہیں تو ہماری تمام خواتین اٹھ جاتی ہیں۔

ٹھیک ہے آپ کو نمائندگی ملی ہے۔ کوئی بھی منتخب حکومت اس سے double نمائندگی آپ کو دے سکتی ہے۔ یہ اس کا کمال نہیں۔ یہ آپ کو ذریعہ بنانا چاہتے ہیں فوجی آمریت کو دوام دینے کے لیے۔

جناب! اکیسویں صدی میں یہ واحد ملک ہے جس پر جرنیلوں کی حکمرانی ہے اور ایک جرنیل کی بجائے اب چاروں جرنیل پارلیمنٹ کے اندر آگئے۔ سکیورٹی کونسل کے بارے میں ہمارے دوست نیک دل کہا کرتے تھے کہ یہ تو مشاورتی ادارہ ہے اور اب پتا چل گیا کہ ملک کے تمام فیصلے، پالیسیاں ملٹری کونسل میں طے ہوتی ہیں۔ تمام directives تیار ہو کر ادھر آ جاتے ہیں اور اس مقدس ایوان سے implementation کا کام لیا جاتا ہے۔ محض اس کی یعنی قومی اسمبلی اور سینیٹ کی مہر اس پر ثبت کی جاتی ہے اور یہ دنیا کی نظروں میں بڑی خطرناک صورت حال ہے۔ فوجی آمریت اور ملک میں law and order کی کتنی بدتر صورت حال ہے۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں، کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ لاکھوں دہشت گرد اس ملک میں مسلط ہیں اور وہ جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں اور اس ملک میں پتا نہیں ہمارے عوام اب کس کے رحم و کرم پر ہیں۔ کہیں اس کو ڈاکو لوٹتے ہیں، کہیں سرمایہ دار لوٹتے ہیں۔ کہیں اب ایسے لٹیرے، ایسے رشوت خور کہ کوئی باعزت شخص عزت کے ساتھ دو وقت کی روٹی کمانے پر قادر نہیں۔ دو وقت کی روٹی لاکھوں کروڑوں لوگوں کو میسر نہیں اور آپ کہتے ہیں خوشحالی کا دور ہے۔ ایسے حالات میں اس بجٹ کو لوگ محض ایک پلندہ سمجھتے ہیں بلکہ اس بجٹ کے ذریعے عوام پر مزید بوجھ پڑے گا۔ مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا، بے روز گاری میں مزید اضافہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں corruption اور لوٹ مار میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ اس بجٹ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ جو بھی سفارشات ہوں، وہ مل کر مرتب کی جائیں اور انہیں قبول کیا جائے اور مستقبل میں ان مسائل کے حل کے لیے انتظام کیا جائے۔

شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ - اب میں پروفیسر غفور صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ خطاب فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ سینیٹ میں بجٹ کا برائے بحث پیش ہونا اور پھر ہماری جانب سے سفارشات کی قومی اسمبلی کو ترسیل ایک لاحاصل عمل ہے اور ایک روایت ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال سینیٹ نے اتفاق رائے سے اپنی سفارشات قومی اسمبلی کو بھیجی تھیں لیکن بدقسمتی سے کسی ایک سفارش کو بھی قبول نہیں کیا گیا تھا۔ میں اس بات کا آپ کے سامنے احاطہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ بار بار یہ بات کہی گئی ہے آج وزارت خزانہ کے مشیر نے یہ کہا ہے کہ NFC کا Award اگلے مہینے میں آجائے گا یا اگلے دو مہینوں میں تو ضرور ہی آجائے گا۔ NFC کا Award جو بجٹ سازی کے لئے نہایت اہم ہے، صرف وفاق کے لئے ہی نہیں بلکہ چاروں صوبوں کے لیے، اگر یہ آئندہ دو مہینوں میں آسکتا تھا تو پچھلے دو مہینوں میں یہ کیوں نہیں آسکتا تھا؟ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میرا خیال ہے کہ چھوٹے صوبوں کا بہت استحصال ہے، ناانصافی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے متعلق بار بار ہماری جانب سے احتجاج کیا گیا ہے۔

میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ بجٹ میں بعض اچھے اقدامات بھی ہیں اور میں ان کی نشاندہی اس لئے نہیں کرتا کہ 6 جون سے ہمارے electronic media میں مسلسل اس بات کی تشہیر کی جارہی ہے کہ بجٹ میں اچھے اقدامات کیا ہیں۔ میں بھی اعتراف کرتا ہوں کہ ہاں! اچھے اقدامات ہیں۔ میں جناب چیئرمین! یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ شوکت عزیز ایک نفیس شخصیت کے حامل ہیں۔ وہ محنتی ہیں، وہ قابل بھی ہیں اور لائق بھی ہیں۔ لیکن جب سے وہ وزیر اعظم بنے ہیں، ان کا رشتہ عوام کے ساتھ ٹوٹ گیا ہے۔ اب عوام کے مسائل کا انہیں براہ راست کوئی علم نہیں ہے۔ اب عالم یہ ہے کہ سیکورٹی کے نام پر جس شہر میں وہ تشریف لے جاتے ہیں، وہاں کی فضا میں پرندے تو پرواز کر سکتے ہیں لیکن اس شہر کا کوئی مکین ان سڑکوں پر قدم نہیں رکھ سکتا کہ جہاں سے وزیراعظم نے گزرنا ہوتا ہے۔ اگر وزیراعظم کا رابطہ اس طرح سے عوام کے ساتھ ختم ہو جائے تو آپ مجھے بتائیے کہ عوامی مشکلات اور ان کے مسائل سے وہ کس طریقے سے آگہی حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ ہمارا سب سے زیادہ اہم مسئلہ غربت کا خاتمہ ہے

اور میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ 16 اکتوبر 1999ء کو جب جنرل پرویز نے اپنے سات نکات قوم کے سامنے پیش کئے تھے، اس میں بھی ایک اہم نکتہ یہ تھا کہ وہ غربت کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں لیکن پانچ سال حکومت میں رہنے کے بعد آج کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج عوام مفلسی اور غربت کی چکی میں پس رہے ہیں اور کوئی مظلوموں کی دادرسی کرنے والا نہیں ہے۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ پاکستان میں کچھ خاندان ایسے ہیں جن کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں ہوسکتی ہے، انہیں دنیا بھر کی آسائشیں اور تمام چیزیں مہیا ہیں جو کسی ترقی یافتہ ملک کے امراء کو بھی حاصل نہیں ہیں، وہ ہمارے دس ہزار خاندانوں کو حاصل ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پندرہ کروڑ عوام زندگی کی بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہیں۔ اس بجٹ میں مجموعی حیثیت سے عوام کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے، ان کی خوشحالی کے لئے کوئی کامیاب سکیم نہیں رکھی گئی ہے اور میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھ لیں گے کہ آئندہ سال بھی عوام کی قسمت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ غربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ میں اعداد و شمار میں نہیں جاتا۔ ابھی حال ہی میں GNDP نے رپورٹ شائع کی ہے اس رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ دنیا کے 175 غریب ترین ممالک میں پاکستان کا نمبر ۱۴۲ پر ہے ۔ ۵۸ سال گزرنے کے بعد جب کہ ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں، ہمارے پاس بہترین قوم ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ ۱۷۵ میں سے ۱۴۲ نمبر پر غریب ترین ملک ہیں۔ایشین ترقیاتی بنک کے مطابق پاکستان کی ۴۴ فیصد آبادی غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔جناب چیئرمین! آپ مجھے بتائیے کہ یہ ایک ٹریلین سے زیادہ کا بجٹ ان غریب آدمیوں کو کیا دیتا ہے؟ ۴۴ فیصد افراد غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔۱۹۹۹ء کے بعد سے غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی تعداد میں ۹۰ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے۔۱۹۹۹ء کے بعد یہی کہا گیا کہ ہم غربت کو دور کریں گے، غریبوں کے مسائل حل کریں گے لیکن ۹۰ لاکھ افراد کا اضافہ ہوا ہے جو غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آج بھی بنک کی رپورٹ کے مطابق صرف صوبہ سندھ میں 2004-5 میں غریبوں کی تعداد بڑھ کر 0.2% ہوگئی ہے ۔ وہ صوبہ جو آپ کو ۸۰ فیصد ریونیو دیتا ہے وہاں غربت کا عالم یہ ہے کہ وہاں غریبوں کی تعداد کم نہیں ہو رہی ہے بڑھ رہی ہے اور بڑھ کر ڈیڑھ کروڑ ہوگئی ہے۔اسی رپورٹ کے مطابق دیہی علاقوں میں 2.3% سالانہ شرح

سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے جبکہ شہری علاقوں میں اس سے بھی زیادہ ہے یعنی %3.6 سالانہ شرح سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔جناب چیئرمین! غربت میں اضافے کے ساتھ اشیائے صرف کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ایشیائی ترقیاتی بنک کے مطابق اشیائے صرف کی قیمتوں میں گزشتہ برسوں میں ۵۰ سے لے کر ۲۰۰ فیصد تک اضافہ ہوا ہے کون اس کا ذمہ دار ہے۔آج حکومت کیطرف سے بجٹ کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے ۔ الیکٹرونک میڈیا میں تقاریر ہوتی ہیں لیکن مجھے بتائیے کہ ایشیائی ترقیاتی بنک کی رپورٹ یہ ہے کہ گزشتہ برسوں میں ۵۰ سے لیکر ۲۰۰ فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔جن حکومتوں کو آپ جمہوری حکومت کہتے ہیں ۔۱۹۹۹ء میں آٹا پانچ روپے فی کلو تھا اور آج آٹا ۱۸ روپے فی کلو میں بھی دستیاب نہیں ہے۔پٹرول کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کیے جا رہے ہیں اور ہمارے تمام مطالبات کے باوجود بھی اس میں سے ٹیکس اور سرچارج واپس نہیں لیے جاتے۔قیمتوں میں اضافے کے ساتھ جناب چیئرمین! بیروزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت عالم یہ ہے کہ اس وقت ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں دو کروڑ چالیس لاکھ افراد بیروزگار ہیں۔بجٹ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ نئی نئی آسامیاں پیدا کرے ۔ لوگوں کو روز گار فراہم کرے۔ انہوں نے down sizing or right sizing کے نام پر لوگوں کونوکریوں سے نکالا ہے اور اب عالم یہ ہے کہ اس وقت دو کروڑ اور چالیس لاکھ افراد بیروز گار ہیں۔ تو اس وقت غربت کا عالم یہ ہے۔ جناب چیئرمین! لوگ غربت اور بیروز گاری سے تنگ آ کر اپنے بیوی بچوں کو قتل کر کے خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ہمارے لیے یہ بات قابل شرم ہے کہ ایسے حالات پیدا ہوں کہ لوگ اپنے اہل خاندان کو ماریں اور اس کے بعد خودکشی کر لیں۔جناب چیئرمین! دوسرا جو اہم مسئلہ ہے وہ تعلیم کے فروغ کا ہے ۔اس کے لیے بجٹ میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن حالت کیا ہے بجٹ میں بھی یہ بات کہی گئی ہے کہ پرائمری سکول کیسطح پر داخل ہونے والے بچوں کی تعداد ۷۵ فیصد سے بڑھ کر ۸۶ فیصد ہو جائے گی، یہ تو ان کا دعویٰ ہے لیکن آپ یہ دیکھیئے کہ اصل صورت حال کیا ہے۔اصل صورت حال یہ ہے کہ ایک کروڑ سے زائد بچے جو school going age کے ہیں، وہ محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں جو ہمارے ملک کے قوانین اور بین الاقوامی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہے لیکن ایک کروڑ سے زائد بچے محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ ۴۰ فیصد بچے جو سکولوں میں داخل ہوتے

ہیں وہ پانچویں جماعت میں پہنچنے سے پہلے پہلے سکول چھوڑ دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! صرف صوبہ سندھ میں ۱۴ ہزار سکول ایسے ہیں جن کی کوئی عمارت نہیں ہے۔ برسات ہو، گرمی ہو، جاڑا ہو، ہمارے بچے، غریبوں کے بچے کھلے میدان میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اگر کوئی ان کو پڑھانے والا ہو۔ اگر عمارتیں ہیں تو ٹیچرز نہیں ہیں اگر ٹیچرز ہیں تو ہیڈ ماسٹر نہیں ہے۔ یہ ہماری تعلیم کی اصل صورت حال ہے جو ہم اپنی قوم کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ جب تک تعلیم کی ترقی نہیں ہو گی، قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

ہمارا تیسرا اہم شعبہ صحت کا شعبہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ حکومت پاکستان کر رہی ہے اور یہ صوبوں کا مسئلہ بھی ہے لیکن ملک کی عام آبادی طبی سہولتوں سے بالکل محروم ہے۔ جناب چیئرمین! عالم یہ ہے کہ reports کے مطابق 1000 بچوں میں سے 76 بچے پیدائش کے وقت مر جاتے ہیں، اس لئے کہ طبی امداد نہیں ملتی۔ وہاں زچگی خانے نہیں ہیں، ایسے ہسپتال نہیں ہیں کہ جہاں وہ ہو، عام دائیاں یہ کام کرتی ہیں اور 1000 میں سے 76 بچے پیدائش کے وقت مر جاتے ہیں۔ اس کے بعد 40 فیصد بچے پانچ سال کی عمر سے پہنچنے سے پہلے پہلے یا بیمار ہو کر مر جاتے ہیں یا معذور ہو جاتے ہیں۔ ہماری صحت کی یہ صورت حال ہے۔ پھر 1400 مریضوں پر صرف ایک doctor ہے، اگر پاکستان میں 1400 مریض ہیں، ان کے اوپر صرف ایک doctor ہے۔ 3000 مریضوں پر ایک trained nurse ہے اور 25000 افراد پر ایک dentist ہے۔

عوام کی بہت بڑی تعداد صاف پانی سے محروم ہے۔ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہو گا، میں سندھ کی بات کرتا ہوں جہاں پانی موجود ہے، دریا ہیں لیکن حیدر آباد میں آلودہ پانی پینے سے سینکڑوں لوگ بیمار ہوئے ہیں، میں خود ہسپتال گیا ہوں اور دیکھا ہے۔ اموات ہوئی ہیں، خاص طور پر بچے ہیں۔ پینے کا صاف پانی شہروں میں میسر نہیں ہے۔ سندھ میں کراچی کے بعد دوسرا بڑا شہر حیدر آباد ہے، وہاں پر بھی لوگ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں۔ Multinational کمپنیاں جو دوائیں بناتی ہیں، ان کی دواؤں کی قیمت ہمارے پڑوسی ملک سے 200 فیصد زیادہ ہیں، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے کہ ان کی قیمتوں کو control کرے۔ جناب چیئرمین! یہی ہوتا ہے کہ غربت، بے روزگاری، معاشی ناہمواری اور مہنگائی کی وجہ سے ایک عام شہری شدید پریشان ہے۔ امیر اور غریب کے درمیان خلیج میں اضافہ ہو رہا ہے، درمیانی طبقہ معدوم ہو رہا ہے اور عوامی مشکلات

کے حل کے لئے ہمیں یہ چاہیے تھا کہ ہم سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیتے۔ دوسری صورت حال میں 690 billion جو ہمارا tax revenue ہے' اس میں سے 76 فیصد قرضوں اور سود کی ادائیگی میں اور دفاع پر خرچ ہو جاتا ہے۔ Tax کا بہت بڑا حصہ قرضوں اور سود کی ادائیگی پر جاتا ہے' دفاع پر جاتا ہے۔ باقی ہمارے لئے کیا رہتا ہے' ایک چھوٹا سا کیک ہے' ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر آپ لوگوں کو دے دیں' کسی کا پیٹ اس سے نہیں بھرے گا لیکن حکومت کی شاہ خرچیوں میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ابھی رضا ربانی صاحب نے آپ کے سامنے چیزیں پیش کی تھیں۔ جناب چیئرمین! گزشتہ تین برسوں میں قیمتی گاڑیوں کی خریداری پر ایک ارب اسی کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں اور مزید اس بات کا اہتمام کیا جا رہا ہے کہ اعلیٰ ترین مرسڈیز bulletproof گاڑیاں مزید منگوائی جائیں۔ حکمرانوں کے جو بڑے بڑے دورے ہوتے ہیں' مجھے ان پر اعتراض نہیں ہے' یہ ضروری ہیں لیکن بہت بڑے وفود کے ساتھ جاتے ہیں۔ ہمارے سر شرم سے جھک گئے جب ہم نے یہ بات دیکھی کہ سنگاپور نے یہ کہا کہ وزیر اعظم کے ساتھ جو بہت بڑا وفد آیا ہے' ان میں سے صرف سات آدمی ہمارے مہمان ہیں' باقیوں کا اہتمام وہ خود کریں۔ انہیں خود چاہیے تھا کہ وہ اتنے بڑے وفود لے کر نہ جائیں' یہ سارا بوجھ ہمارے خزانے پر پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! چوتھا مسئلہ امن و امان کا ہے۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ امن و امان کے بغیر ملک کی صنعت میں ترقی نہیں ہو سکتی' کوئی اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاری نہیں ہو سکتی لیکن اس بارے میں حکومت کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ ملک کا سب سے بڑا شہر کراچی آج بدامنی کی لپیٹ میں ہے۔ اس ایوان میں اس سے پہلے یہ باتیں آ چکی ہیں۔ آج وہاں پر ظاہری بات ہے کہ کسی کی جان' مال' عزت' آبرو محفوظ نہیں ہے۔ وہاں کی industrial estate جو SITE ہو یا کورنگی اسٹیٹس یا دوسرے ادارے ہوں' وہ ویران ہو رہے ہیں۔ وہاں کی machinery کھل کر دوسرے صوبے میں جا رہی ہے' اس لئے کہ وہاں پر بدامنی ہے۔ جناب چیئرمین! بعد کا مسئلہ' بدعنوانی پر قابو پانا ہے' ہمارے ہاں بدعنوانی اور corruption بڑھ رہی ہے' اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ بدعنوانی اور بدانتظامی اور نااہلی کے باعث قومی خزانے کو چھ سو ارب روپے سالانہ نقصان ہو رہا ہے۔ یہ چھ سو ارب روپے ہمارے بچتے تو یہ ہماری تعلیم پر infrastructure پر اور یہ صحت پر خرچ ہو سکتے تھے۔ صنعت کاروں کو آپ نے بہت سی

سویات دی ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک صنعت کارکو tax 43 دینا پڑتے ہیں۔ یہ وفاق کے صوبے کے مخالف ٹیکس ہیں اور اس میں حکومت کی جیب میں کم چیزیں آتی ہیں۔ Karachi Stock Exchange میں 16 مارچ سے 31 مارچ تک پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا ڈاکہ ڈالا گیا' جس میں سرمایہ دار ملوث تھے' وہ لوگ ملوث تھے جو کہ سرمایہ لگا کر لوگوں کو پریشان کرتے ہیں اور پورے پاکستان کے ہزار ہا خاندان ایسے ہیں جو کراچی stock exchange میں اپنی ساری عمر کی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھے' حکومت نے ان کے خلاف کوئی action نہیں لیا اور اس ڈاکے کے خلاف کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین! اس وقت 6 ملین ڈالر کی مصنوعات ہمارے ملک میں سمگل ہو رہی ہیں' اگر دنیا سے سستی چیزیں سمگل ہوں گی تو مجھے بتائیے کہ کون سے کارخانے ہیں جو چیزیں بنائیں گے۔ ہمارے ملک میں ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں لیکن ان کا موبائل کمپنیوں اور انڈسٹری میں پیسہ لگا ہوا ہے اور وہ دو سو فیصد منافع کماتے ہیں اور یہ سارے کا سارا ملک سے باہر چلا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! پاکستان اپنی آزادی' خودمختاری اور وقار کا تحفظ کرے۔ گزشتہ پانچ برسوں میں ملک کے قرضوں میں 640 ارب روپے اور بیرونی قرضوں میں 3500 million dollar کا اضافہ ہوا ہے۔ آج بھی صورتحال یہ ہے کہ عالمی بنک اور IMF ہمیں dictation دیتے ہیں اور ان کے کہنے پر ہم کام کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کے کہنے پر دہشت گردی کے نام پر بیگناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ آج قبائلی علاقوں' وزیرستان میں جو کچھ ہوا ہے یا یہاں لوگوں کو پکڑتے ہیں اور بجائے اس کے کہ ان کو اپنی جیلوں میں رکھیں یا جہاں کے وہ شہری ہوں ان ملکوں میں بھیجیں مگر امریکہ کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں' خود حکومت کا یہ کہنا ہے کہ 700 سے زائد افراد کو دہشت گردی کے نام پر گرفتار کیا گیا ہے اور انہیں امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ جناب! یہ بات ہماری خودمختاری اور وقار کے منافی ہے۔ جناب والا! میں یہ بات جانتا ہوں کہ ہمارے وسائل نئے نہیں ہیں' پرانے ہیں' ان کو حل کرنے کے لئے ہمیں انتھک جدوجہد کی ضرورت ہے' عوام اس بات کے منتظر ہیں کہ کون ان کے مسائل حل کرتا ہے۔ موجودہ حکومت کا یہ بجٹ ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے بالکل ناکافی ہے' مجھ سے پہلے رضا محمد رضا صاحب نے کہا ہے کہ یہ فیوڈل لارڈز اور بڑے لوگوں کا بجٹ ہے' اس نے غریب آدمیوں کو کچھ نہیں دیا ہے لیکن ظاہر

بات ہے ہمارے یہاں آنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم عام آدمی کی آواز کو اٹھائیں اور میں یہی بات کہتا ہوں کہ بجٹ غریب آدمی کو کچھ نہیں دے گا' ان کے مسائل میں اضافہ کرے گا' ان کے مشکلات میں مزید بڑھوتی ہو گی اور امیر آدمی امیر ترین ہوگا اور غریب آدمی غریب تر ہوتا جائے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اب میں پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب سے گزارش کروں گا۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ میں تو روکنا نہیں چاہتا لیکن we are working under time constraints اس لئے کہ time limit ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، انشاء اللہ۔ شکریہ جناب چیئرمین' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جس طرح مجھ سے پہلے اپوزیشن کے کئی معزز حضرات یہ بات کہہ چکے ہیں کہ یہ عام آدمی کا بجٹ نہیں ہے اگرچہ حکومت کی طرف سے یہی دعوٰی کیا جا رہا ہے کہ یہ عام آدمی کا بجٹ ہے۔ عام آدمی یہ سوال پوچھ رہا ہے کہ کیا بجٹ کے نتیجے میں آٹا سستا ہو گیا ہے؛ دال کا بھاؤ نیچے آ چکا ہے؛ چینی سستی ہو گئی ہے؛ ڈیزل اور پیٹرول کی قیمتوں میں کمی واقع ہو چکی ہے؛ اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ غریب آدمی کا بجٹ نہیں ہے۔ جن چیزوں کو کم کیا گیا ہے' بلاشبہ چند چیزیں تو ایسی ہوں گی کہ ان کی وجہ سے عام آدمی کو بھی کچھ سہولت میسر ہو گی لیکن بہت زیادہ چیزیں وہ ہیں جن میں قیمتوں میں کمی کی وجہ سے عام آدمی کے بجائے خاص آدمی کو فائدہ ہوا ہے اور وہی اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! عام ضروریات کی چیزوں کی قیمتوں میں کمی کیوں واقع نہیں ہوتی۔ اس بجٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت بجٹ میں بلاواسطہ ٹیکس کم ہیں اور بلواسطہ ٹیکس زیادہ ہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کے بلاواسطہ ٹیکس بڑھیں گے تو اس کے نتیجے میں اس کا اثر عام آدمی پر پڑے گا اور بالواسطہ ٹیکس سے ہی اگر حکومت کے محاصلات میں اضافہ ہو گا تو اس سے عام آدمی کو فائدہ ہو گا اور جو معاشرے میں کھاتا پیتا ہے حکومت اس سے ہی کچھ لے گی اور حکومت کا خزانہ اور حکومت کا نظام اس کے اوپر چلے گا۔

جناب چیئرمین! اس وقت بلاواسطہ محاصل میں دو کھرب پندرہ ارب چالیس کروڑ روپے

ہیں جب کہ بالواسطہ محاصل سے چارکھرب ۔۔۔ ارب اور ساٹھ کروڑ روپے آ رہے ہیں۔ یہ بات اس سے بالکل واضح ہے کہ دگنے سے بھی زیادہ رقم عام آدمی سے وصول ہو رہی ہے۔ عام آدمی قربانی دے کر حکومت کے نظام مملکت کو چلا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! حکومت کے لیے یہ سوچنے کی بات ہے، ارباب اقتدار کی کہ اس وقت وہ tax net بڑھانا بھی چاہیں تو وہ لوگ جو اس کے اہل ہیں کہ وہ ٹیکس دیں لیکن وہ نہیں دے رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بالواسطہ حکومت کے خزانے میں یہ ٹیکس کم ہے کیوں کہ ٹیکس نہیں دیا جا رہا اور ٹیکس نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکس دینے والوں کو یہ اعتماد نہیں ہے کہ ان کا ٹیکس قوم اور ملک کے مفاد میں خرچ ہوتا ہے بلکہ یہ عام تاثر ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حکمرانوں کی عیاشیاں اور تعیشات پر یہ رقم خرچ ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں بڑے وثوق سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام آباد کا نظام اور اسلام آباد کی بھی پورے ملک کی ترقی کے راستے میں ایک رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے تو یہ بات لازمی ہے کہ اسلام آباد کی ترقی کو روک دیا جائے اس کے نتیجے میں پاکستان ترقی کر سکے گا۔ اگر اسلام آباد ترقی کر رہا ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ اس وقت پاکستان بلکہ سارے وسائل اسلام آباد کی طرف مرتکز ہیں اور اسلام آباد کی طرف آ رہے ہیں اور پورا ملک غربت، افلاس اور بے روزگاری کا شکار ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ممبران پارلیمنٹ یہ پورے ملک کے نمائندے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام آباد کے اس نظام میں کچھ لوگ ایسے ہیں، بنکوں کے اعلیٰ افسران ہیں، Regulatory Authorities کے اعلیٰ افسران ہیں اور گنتی کے چند اور لوگ ایسے ہیں جو ماہانہ لاکھوں روپے وصول کر رہے ہیں اور ہم جب ان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ ہم بھی ان تک پہنچیں۔

جناب چیئرمین! نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ آپ دنیا داری کے لحاظ سے اپنے سے نیچے دیکھو اور دین داری کے لحاظ سے اپنے سے اوپر کو دیکھو۔ عوامی نمائندے ہونے کی حیثیت سے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو عوام کی سطح پر لے آئیں۔ عوام کی مشکلات کو سمجھیں اور عوام کو اٹھائیں اور اپنے آپ کو اٹھانے کی بجائے عوام کو اس سطح پر لائیں جس سطح پر ہم ہیں۔ یہ درست ہے کہ اسلام آباد کے نظام میں کچھ لوگ جو

بہت اوپر ہیں ان کو نیچے لانے کی ضرورت ہے۔ اس وقت جو تفاوت ہے، جو disparity ہے اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے اور ایک ہی سطح پر لانے کی ضرورت ہے ۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ حکمران یہ پرتعیش زندگی کو چھوڑ دیں، عوام جن مشکلات سے دوچار ہیں ان مشکلات کا تجربہ وہ بھی حاصل کریں اور جب تک پوری قوم کو اپنے ساتھ نہ اٹھائیں اپنا معیار زندگی اٹھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے معیار زندگی کو گھٹانے کی کوشش کریں۔

جناب چیئرمین! چند مثالیں میں عرض کرنا چاہوں گا، اس وقت وہ چیزیں جن سے عوام کا براہ راست تعلق ہے سب سے پہلے پٹرولیم کی مصنوعات ہیں۔ اس بجٹ کے اندر پٹرولیم کی ترقی پر پندرہ ارب ترانوے کروڑ اور ساٹھ لاکھ روپیہ ٹیکس ہے اور تیل پر royalty پانچ ارب باون کروڑ اور نوے لاکھ روپیہ ہے۔ قدرتی گیس پر surcharge سولہ ارب اکسٹھ کروڑ اور اسی لاکھ روپیہ ہے۔ گیس پر royalty چودہ ارب تیس کروڑ اور تیس لاکھ روپیہ ہے۔

جناب چیئرمین! عام آدمی اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ان تمام چیزوں کو ختم کر دیا جائے اور یہ محاصل ان لوگوں سے وصول کئے جائیں جو لوگ دے سکتے ہیں، جو لوگ پرتعیش زندگی بسر کرتے ہیں، جو لوگ محلات میں رہ رہے ہیں اور بڑی بڑی گاڑیاں لے کر پھر رہے ہیں۔ان سے یہ رقم وصول کی جائے۔عام آدمی کو رعایت اور سہولت دی جائے۔

جناب چیئرمین! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ بجٹ میں صوبوں پر قرضے ہیں اور صوبوں سے سود کی مدمیں وصولی ہو رہی ہے ۔ سود کی مد میں ۲۲ ارب ۶۴ کروڑ روپے جبکہ قرض اور بازیابی میں ۱۴ ارب ۴۴ کروڑ اور ۶۰ لاکھ روپیہ وصول ہو رہا ہے ۔

جناب چیئرمین! سود ایک گھمبیر مسئلہ ہے ۔ وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا ۔ اس کے بعد سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ نے اسے upheld کیا ۔ ہمارے ارباب بست و کشاد نے ہمارے حکمرانوں نے ان پر عملدر آمد کرنے کی بجائے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، سپریم کورٹ نے remand کردیا تھا uphold نہیں کیا ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ، پہلے جناب uphold تھا اور سپریم کورٹ اور

کورٹ کو پھر remand کر دیا گیا ۔بڑی دردناک داستان ہے ۔ اس میں حکمرانوں کی بدنیتی شامل ہے' ایسا نہیں ہونا چاہیے شریعت اپیلٹ بنچ اور شریعت کی عدالتوں پر عملدرآمد ہونا چاہیے اور سودی کاروبار کو مکمل طور پر ختم ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے اخراجات میں سب سے بڑا خرچ دفاع کا ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیرمملکت برائے خزانہ محترم نے تقریر کرتے ہوئے جو انداز اختیار کیا

The people of Pakistan always are ready to sacrifice their lives and resources for defending the geographical and ideological frontiers of the sacred homeland. Keeping in view the National needs of defence, necessary allocations for defence have been made despite which the defence expenditures will remain at 3.1% of GDP.

جناب چیئرمین! اس سے آگے پیچھے باقاعدہ اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں اور ان میں فیصد اضافہ بتایا جا رہا ہے لیکن ڈیفنس پر آکر جی ڈی پی کا فیصد بتایا جا رہا ہے ۔ یہ بدترین صورت ہے اور حقائق کو چھپانے کی کوشش ہو رہی ہے ۔

جناب چیئرمین! کسی نے خوب کہا ہے کہ جھوٹ کی کئی قسمیں ہیں ۔ ایک جھوٹ ہے۔ دوسرا سفید جھوٹ ہے اور تیسرا اعداد و شمار ہیں ۔ جناب چیئرمین! اسے جھوٹ کی superlative degree قرار دیا جا سکتا ہے ۔

جناب چیئرمین! اس وقت یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ اگر ہم اس وقت ہندوستان کے ساتھ امن قائم کرنے جا رہے ہیں ' کشمیر کا مسئلہ حل ہو رہا ہے تو دفاع کی کوئی ضرورت ہمیں نہیں ہے۔ بیرونی دفاع کے بارے میں جنرل پرویز مشرف صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ بیرون پاکستان سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں تو اس کے بعد فوج رکھنے کی کیا ضرورت ہے ؟ اندرونی دفاع کے لئے تو پولیس اور ہمارے دوسرے شہری مسلح دستے ہیں وہ کافی ہیں۔ اس سوال کا جواب باقی ہے۔ ارباب حکومت اس کا جواب دیں کہ اگر ہم ہندوستان کے ساتھ جنگ نہیں کر رہے اور امریکہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر ہم کھڑے ہو گئے تو ہم ملیامیٹ ہو جائیں گے تو اس کے بعد

کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر ہم کھڑے ہو گئے تو ہم ملیا میٹ ہو جائیں گے تو اس کے بعد دفاع کی ضرورت کیا پڑتی ہے ؟ اس فوج کی ضرورت کیا ہے ؟ اس سوال کا جواب بہرحال حکمرانوں کے ذمے ہے ۔

جناب چیئرمین! اس وقت کل اخراجات جاریہ ۸ کھرب ۶۲ ارب ۶۴ کروڑ اور ۵۰ لاکھ روپیہ ہیں۔ جبکہ ترقیاتی اخراجات ۲ کھرب ۳۰ ارب ۹۹ کروڑ اور ۹۰ لاکھ روپے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بجٹ کس کا بجٹ ہے اور کس کا بجٹ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! NFC کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا ۔ صوبوں کو جو کچھ دیا جا رہا ہے میں وضاحت میں نہیں جانا چاہتا ۔ محترم رضا صاحب اس کی تفصیل بتا چکے ہیں ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت NFC Award اگر نہیں ہو رہا تو اس سے سب سے زیادہ فائدہ وفاقی حکومت کو پہنچ رہا ہے ۔ پچھلے سال صوبوں نے متفقہ طور پر یہ مطالبہ کیا کہ 50/50 پر تقسیم ہونا چاہیے اور وفاقی حکومت 47.5% تک پہنچ چکی تھی اور اس سال 48% کا بھی اعلان ہو چکا ہے ۔ جنرل پرویز مشرف کی طرف سے تو ایک بار 50% کی بات ہوئی ہے ۔

جناب چیئرمین! ہم اگر یہ سمجھیں کہ 48% پر وفاقی حکومت متفق ہو چکی ہے تو پھر اس 48% پر تقسیم کیوں نہیں ہوا ؟ اور یہ 62.5% وفاقی حکومت کے لیے اور 37.5% یہ صوبائی حکومتوں کے لیے رکھنا اس سے بالکل بدنیتی واضح ہے اور ظاہر ہے کہ فائدہ اٹھانے کے لیے اس کو نہیں ہونے دیا جا رہا اور جو صورتحال ہے وہ بہت ہی پیچیدہ ہے ۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات اس حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ نوشہرہ چکدرہ، چترال روڈ اس کے لیے گزشتہ سال public sector development programme میں 3090 million روپے رکھے گئے تھے ۔ جس میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوسکا ۔ اس میں allocation گزشتہ سال کے لئے 5 million کردی گئی تھی یعنی اس پورے میں جو کچھ estimate تھا اور جو کچھ allocate تھا اس میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا ۔ افسوس کی بات ہے کہ اس سال estimated cost تو وہی 3090 million رکھی گئی لیکن allocation وہ پانچ ملین سے گھٹا کر ایک ملین کردی گئی ہے ۔

جناب چیئرمین! نوشہرہ ، چکدرہ اور دیر روڈ یہ صرف دیر چترال کی طرف نہیں بلکہ سوات

کی طرف بھی یہ سڑک جاتی ہے اور پورے ملک سے لوگ سیاحت کی غرض سے اس سڑک پر سفر کرتے ہیں اور یہ کام صرف اس لئے کیا جا رہا ہے ۔ سڑک کو اس لئے تعمیر نہیں ہونے دیا جا رہا۔ approved schemes میں بھی اس کو نہیں رکھا گیا اس لئے کہ سرحد حکومت کو اور ایم ایم اے کو ملک کا ہر فرد گالی دے۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ ہم اہتمام کریں گے وفاقی حکومت کے اس PSDP کے اس چیز کو ہم بینر بنا کر پوری سڑک پر لگائیں گے کہ یہ وفاقی حکومت کا ہمارے ساتھ رویہ ہے کہ وہ سڑک جس پر پورے ملک کے لوگ سفر کرتے ہیں ان کو گزشتہ سال پچاس لاکھ روپیہ اور اس سال کم کرکے دس لاکھ روپیہ کردیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ! میں بات نمٹانا چاہوں گا بجٹ کی اس تقریر میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے حوالے سے بات کی گئی ہے کہ کچھ لوگوں کو قرضوں سے نجات دلانے کی کوشش کی جائے گی۔ جناب والا! ایچ بی ایف سی وہ سفید ہاتھی ہے جو لوگوں کی جائیداد ہڑپ کررہا ہے۔ لوگوں کے ساتھ جو transaction ہوتی ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہوتا ، کوئی نہیں جانتا یہ کس طرح کی transaction ہے اور آدمی کا خیال ہوتا ہے کہ پیسے مل گئے ہیں اور جب بھی واپس کردئیے یہی پیسے ہوں گے لیکن وہ بڑھتا اور چڑھتا سود ہوتا ہے اور آخر میں موقعہ وہ آتا ہے کہ جس زمین پر ، جس پلاٹ پر پیسے وصول کئے ہوئے ہوتے ہیں اس کو بیچ کر بھی اس کی قیمت ادا نہیں ہوسکتی ۔ بہت ہی زیادہ ہوتی ہے ۔

واپڈا کے بارے میں میری گزارش ہوگی کہ اس وقت واپڈا میں بجلی کی قیمت میں اضافے کی وجہ سے قوم کے اندر چوروں کی تعداد میں دن دگنا رات چگنا اضافہ ہو رہا ہے۔ خدا را ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ قوم کو چوری سے نجات دلائی جائے تو بجلی کی قیمتوں کو نصف کیا جائے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی آمدنی بالکل دوگنا ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین ! آخری بات عرض کروں گا inflation کے بارے میں جو جو معذرتیں کی جا رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے اور اس وقت ہمیں جو کہا جارہا ہے کہ بیرونی سرمائے کے ذخائر بڑھ رہے ہیں اس کی وجوہات حکومت کی کوئی کارکردگی نہیں ہے۔ اسکی

وجوہات کچھ اور ہیں اور وہ ان کو بھی معلوم ہیں اور 9/11 کے اثرات جب ختم ہونے کو ہیں تو ذخائر میں بھی کمی آنے لگی ہے اور اس وقت inflation ہے' بے روزگاری ہے ' غربت ہے ' افلاس ہے۔ اس میں جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا کہ جو اضافہ تنخواہوں میں کیا گیا ہے یہ بالکل ناکافی ہے اور یہ بجٹ مجموعی طور پر خواص کا بجٹ ہو سکتا ہے' عوام کا بجٹ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Now, I call somebody from the treasury benches. Mrs. Abida Saif.

سینیٹر عابدہ سیف ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بجٹ کے اہم موضوع پر مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب' وفاقی کابینہ' خصوصاً عمر ایوب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے پاکستان کا عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں ہر طبقے کے لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک متوازن بجٹ ہے جو کہ اقتصادی اور معاشی ترقی کی حصول کے لئے بہترین ہے۔ جناب چیئرمین! پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس بجٹ میں زراعت کے لئے خصوصی مراعات دی گئی ہیں۔ اس بجٹ میں یوریا کھاد کی ڈیوٹی ۵ فیصد سے زیرو کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ زرعی ٹریکٹروں کی ڈیوٹی ۲۰ فیصد سے ۱۵ کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ زراعت کو فروغ دینے اور ترقی دینے کے لئے زراعت میں کام آنے والی مشینری پر بھی ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز ہے جو کہ ایک اچھا اقدام ہے اور اس سے غریب کسان اور ہاری کو فائدہ پہنچے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ کھالوں کی پختگی سے امید ہے کہ زراعت کے شعبے میں ترقی ہوگی اور اس سے وابستہ غریب کسان اور ہاریوں کی مشکلات میں کمی واقع ہوگی اور غریب کسان اپنا معیار زندگی بہتر کر سکے گا۔

جناب چیئرمین! صحت کے شعبے میں ۴ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ پچھلے سال کی نسبت 26.09 فیصد اضافی ہیں۔ یقیناً یہ فنڈز زیادہ تر ہسپتالوں کی حالت سدھارنے اور نئے ہسپتال قائم کرنے میں کام آئیں گے جو کہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن جیسا کہ میں نے پچھلے بجٹ کے

موقع پر بھی کہا تھا کہ پاکستان میں ہسپتالوں کی اور ڈسپنسریوں کی حالت انتہائی دگرگوں ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اس شعبے میں ابھی مزید ترقی کے لئے زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے۔ لہذا میری رائے ہے کہ صحت کے شعبے میں ایک بار پھر نظرثانی کر لی جائے کیونکہ جان ہے تو جہاں ہے۔

جناب چیئرمین! حکومت تعلیم کے شعبے پرخصوصی توجہ دے رہی ہے جوکہ ایک قابل ستائش بات ہے۔ ہمارے ملک میں شرح خواندگی ماہرین کے مطابق بہت کم ہے یعنی ۳۵ فیصد ہے۔ اس بجٹ میں تعلیم کو بھی اہمیت دی گئی ہے جس سے امید ہے کہ شرح خواندگی بڑھے گی کیونکہ بجٹ میں تعلیم کے شعبے کے لئے ۱۶ ارب ۶۴ کروڑ اور ۸۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جوکہ پچھلے سال کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ لیکن تعلیم کے شعبے کے لئے یہ اب بھی کم ہیں۔ اس میں مزید اضافے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس چیز پر بھی نظر رکھی جانی چاہیے کہ دیہاتوں میں اس فنڈ سے سکول کھولے جائیں گے کہیں وہ گھوڑوں کے اصطبلوں میں تبدیل نہ ہو جائیں۔ یہاں میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں رائج دہرے اور طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرکے یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے تاکہ غریب اور متوسط طبقہ جوکہ ۹۰ فیصد ہے اس کا احساس محرومی ختم کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین! 2005-2006 کا بجٹ یقیناً اقتصادی اصلاحات اور معاشی پالیسیوں میں تسلسل اور ترقی کا ضامن ہے۔ اس بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں ۲۳ سے ۲۹ فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ پنشن میں ۱۰ فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں کم سے کم تنخواہ کی حد ۲۵۰۰ روپے سے بڑھاکر ۳۰۰۰ روپے اور پنشن کی کم سے کم حد ۷۰۰ سے بڑھاکر ایک ہزار کر دی گئی ہے جوکہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ جس سے غریب اور تنخواہ دار طبقے کی مشکلات میں کمی واقع ہوگی۔ لیکن میری رائے میں اس کو بڑھاکر چار یا ساڑھے چار ہزار تک کر دیا جائے اور پنشن کو ایک ہزار سے بڑھا کر پندرہ سو روپے کر دیا جائے۔ اسی طرح یتیم بچوں اور بیواؤں کے ایک لاکھ تک کے قرضے ختم کرنے کے لیے ایک اچھی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ HBFC کے چھوٹے قرضوں کے defaulters کو مالی بحران سے نجات دلانے کے لیے ایک نیا

package بھی متعارف کرایا جائے گا۔ اس سے یقیناً اس ملک کی بہت بڑی آبادی کو relief ملے گا۔ اس کے علاوہ بیروزگاروں کو بھی اس بجٹ میں نظرانداز نہیں کیا گیا۔ ان کے لیے تیرہ لاکھ نئی ملازمتوں کے مواقع پیدا کیے جائیں گے جس سے یقیناً نوجوان طبقے کو روزگار مہیا ہوگا اور ان کی غربت اور frustration میں کسی حد تک کمی آسکے گی۔

جناب چیئرمین! ریلوے، جہاز رانی، بندرگاہوں، نیشنل ہائی وے، پانی، توانائی غرض ہر شعبے کی ترقی کے لیے مخصوص رقم مختص کی گئی ہے۔ ترقی نسواں کے لیے 48 کروڑ 85 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ناکافی رقم ہے کیونکہ پاکستان کی 52% آبادی خواتین پر مشتمل ہے اور ان کی ترقی اور بہبود کے لیے یہ بہت معمولی رقم ہے۔ لہذا وزیر خزانہ صاحب اس پر نظرثانی کریں تاکہ خواتین کی ترقی اور بہبود بہتر انداز میں ہو سکے۔ اس کے علاوہ بجلی کے گھریلو استعمال کے آلات پر خام ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے۔ ٹیکسٹائل اور چمڑے کی صنعت کے خام مال پر بھی ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے جس سے ہماری import, export یقیناً بڑھے گی اور ہماری معیشت ترقی کرے گی۔ اس کے علاوہ پولٹری کی صنعت کے لیے، پولٹری فیڈ میں استعمال ہونے والے vitamins پر ڈیوٹی کم کرنے کی تجویز اور ساتھ ہی فیڈ بنانے اور مشینری import کرنے پر ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز ہے۔ یقیناً اس عمل سے پولٹری کی صنعت کو فائدہ ہوگا اور قیمتوں میں استحکام ہوگا اور غریب عوام کو بھی مرغی کا گوشت اور انڈے کھانے کے لیے میسر آئیں گے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ مرغی اور انڈوں کی قیمتوں کو بھی کم کیا جائے کیونکہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ taxes اور duties کم ہونے کے باوجود مرغی کا گوشت غریب آدمی کی پہنچ سے بہت دور ہوتا ہے۔ لہذا اس کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ ان کی قیمتوں میں کمی آئے۔

جناب چیئرمین! پچیس ہزار سے زیادہ رقم بنک سے یک مشت نکالنے پر 0.1% جو ڈیوٹی لگائی گئی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اپنے ہی پیسے بنک سے نکلوانے پر ڈیوٹی لگانا انتہائی غیرمناسب ہے اور غیرفطری عمل ہے۔ اس ڈیوٹی کے عائد کرنے سے لوگوں کے بنک میں پیسے رکھنے کے عمل کی حوصلہ شکنی ہوگی لہذا یہ ڈیوٹی فوری طور پر ختم کر دی جائے ورنہ خدشہ ہے کہ بنکاری کی صنعت کو نقصان پہنچے گا۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ریلیف دیا گیا ہے اور مجموعی طور پر یہ بجٹ عوام دوست کہلانے کا مستحق ہے۔ موجودہ گورنمنٹ کا یہ تیسرا بجٹ ہے۔ اگر ہم پچھلے دو بجٹوں کا جائزہ لیں تو یہ بالکل واضح ہے کہ ہر آنے والا بجٹ پاکستانی عوام کو بہتری کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ پاکستان کی معیشت اور سیاست میں استحکام کا باعث بن رہا ہے۔ جہاں بجٹ وفاق کی صنعتی اور اقتصادی ترقی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور کسی بھی ملک کے وفاقی بجٹ کو دیکھ کر یہ بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے یا نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ عوامی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں صدر پرویز مشرف اور وزیراعظم جناب شوکت عزیز کے کردار کو نہ سراہا گیا تو یہ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہوگی۔ ملک کی ترقی، سیاسی اور معاشی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ حکومت کی تمام پالیسیاں جو عوام اور ملک کے مفاد میں ہیں اسی تسلسل کے ساتھ آگے بڑھتی رہیں اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو وہ وقت دور نہیں جب ہمارا ملک ایک طاقتور، اسلامی اور فلاحی ریاست بن کر ابھرے گا۔ NFC کے بارے میں، میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ تمام چھوٹے صوبوں کی، این ایف سی سے متعلق جو تجاویز ہیں، آج اس پر تینوں چھوٹے صوبے متفق بھی ہیں، ان کے حساب سے انہیں این ایف سی ایوارڈ دے دیا جائے یا پھر اس جھگڑے کو ختم کر کے تمام صوبوں کو صوبائی خودمختاری دے دی جائے۔ شکریہ۔

Mr . Presiding Officer: Next speaker on request is Sanaullah Balouch.

انہوں نے کہا ہے کہ میں صرف پندرہ منٹ بولوں گا اور دھیمی آواز میں بولوں گا۔ لکھ کر دیا ہے کہ میں دھیمی آواز میں بولوں گا۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ : شکریہ جناب چیئرمین! جناب آپ پہلی دفعہ preside کر رہے ہیں۔ میں نے اپنی request میں یہ نہیں لکھ کر بھیجا کہ میں دھیمے لب و لہجے میں بولوں گا۔ البتہ 6 تاریخ کو اس ایوان میں، جس وقت آپ ایک ممبر کی حیثیت سے اس میں تشریف فرما تھے، چند دستاویزات ہمارے سامنے رکھ دی گئیں اور ان دستاویزات کو ہم نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ یہ

ایوان درحقیقت خود آئین کے تقدس، آئین کی بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے بنایا گیا ہے لہذا اگر اس آئین کی دفعات کو، اس کے آرٹیکل کو، ان کے اندر موجود قوانین کو درخور اعتنا سمجھ کرنظر انداز کرکے اگر کوئی بھی دستاویز یا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا جاتا ہے تو یہ بنیادی طور پر ہم سب کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف ہوگا۔ لہذا اس پر احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے ہم نے اسے مسترد کیا اور میں اس کو ابھی تک، ایک وفاقی وحدت کے نمائندے کی حیثیت سے بجٹ تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دستاویزات تھیں، ان پر میرا ردعمل تھا۔ جناب چیئرمین! مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ ہمارے متحدہ اپوزیشن کے واک آؤٹ کرنے کے بعد اس جھوٹ کے پلندے یا اس دستاویز کے مسترد کرنے کے بعد جب ہم یہاں سے باہر نکلے ہیں تو جناب چیئرمین نے اس دن دانستہ طور پر تمام ممبران کے سامنے ایوان کے مائیک کھول دیئے اور انہوں نے دانستہ اور غیر دانستہ طور پر اپنی استعداد، اپنی معلومات، اپنے علم، اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کے مطابق ہم پر تنقید کے پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ کسی نے ہمیں توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا، کسی نے ہمیں توہین ایوان کا مرتکب قرار دیا، کسی نے توہین قرآن کا مرتکب قرار دیا، کسی نے توہین پاکستان کا مرتکب قرار دیا اور کسی نے توہین بجٹ کا مرتکب قرار دیا۔ جناب! ہم مرتکب ہوئے ہیں آپ کی ان جھوٹ پر مشتمل دستاویزات کو پھینکنے کے، ہم مرتکب ہوئے ہیں آپ کے ان اعداد و شمار کے، ہزاروں صفحات پر مشتمل اعدادوشمار کے، ان استحصالی منصوبوں کے جو آپ اس ملک کے غریب عوام پر ہر سال بزور شمشیر، بزور طاقت اور قانون و آئین سے ماروا مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! یہ پہلا کیس نہیں تھا۔ اگر یہاں پر موجود میرے دوست احباب کی اکثریت سیاست دانوں پر مشتمل ہوتی یا سیاسی اداروں سے ان کی تربیت ہوتی تو چھوڑیں ہماری قیادت کو نہ پڑھتے، کم از کم محمد علی جناح صاحب کی جو یہ بڑی تصویر لگی ہوئی ہے ان کی Indian Legislative Assembly میں تقریروں کو پڑھتے اور ان کے ردعمل کو اس وقت کے انگریزی حکمرانوں کے خلاف دیکھتے تو ان کو شاید غریب ثناء اللہ بلوچ کا یہ عمل بہت چھوٹا نظر آتا۔

جناب والا! میں آپ کے سامنے صرف چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہوں گا کہ آج تک پاکستان میں اسلام کے نام پر، قرآن کے نام پر، مذہب کے نام پر، مذہبی احساسات کے نام

پر جس طرح سے ہمارا خون چوسا گیا ہے یا نچوڑا گیا ہے اس کی کافی مثالیں اس ملک میں پائی جاتی ہیں۔ خصوصاً میں ذکر کروں گا پانچ جولائی 1977 سے لے کر 17 اگست 1988 ضیاء الحق کی وفات تک۔ جب اسلام کے نام پر، قرآن کے نام پر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نام پر، کلمہ کے نام پر سات لاکھ افغان انسانوں کا خون کروایا گیا اپنے مسلم بھائیوں کے ہاتھوں۔ جب بلوچستان کے وسائل لوٹے گئے۔ جب سندھ کے اندر قتل عام کروایا گیا، جب صوبۂ پختونخواہ کو اس کے آبی وسائل سے محروم رکھا گیا۔ جب جنوبی پنجاب کے اندر لوگوں کے اوپر ظلم و جبر کے پہاڑ کھڑے کر دیئے گئے۔ لیکن جناب والا! ہم کبھی بھی ایسے مذہبی احساسات کی آڑ میں ہونے والے جرم کو مسلم جرم قرار نہیں دے سکتے۔ اس کو قرآنی جرم قرار نہیں دے سکتے۔ جرم جرم ہوتا ہے۔ غیر آئینی عمل غیر آئینی ہوتا ہے۔ غیر قانونی عمل غیر قانونی ہوتا ہے۔ آپ نے یہاں پر جو دستاویزات پیش کیں وہ 2008 صفحات پر مشتمل تھیں۔ 2008 صفحات پر مشتمل آپ کی بجٹ تقریر جو اردو میں تھی، اس سینتیس صفحات پر مشتمل تقریر میں صرف دو انچ، میں نے اس کو اپنے فٹ سے ناپا تاکہ اگر میں مرتکب توہین اور مرتد بھی قرار دیا گیا تو کم از کم سائز کے مطابق قرار دیا جاؤں۔ اس میں صرف دو انچ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا لفظ کندہ تھا۔ جناب والا! لیکن کیا اگر ثناء اللہ بلوچ مجرم، ثناء اللہ بلوچ باغی، ثناء اللہ بلوچ غدار قرار دیا جا سکتا ہے اور میں اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن جناب والا! آئین پاکستان 288 آرٹیکل پر مشتمل اور مزید اس میں چھ سات جدول ہیں اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کے مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے اور اس کے بعد جناب والا! 228 articles پر مشتمل یہ آئین ہے۔ جب میں بجٹ کو پھینکتا ہوں تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں، آپ کے ضمیر کو جھنجوڑنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کے تمام articles کو violate کر رہے ہیں۔ Article-41 سے لے کر Article-49 کو تو de fecto President violate کر رہے ہیں۔ Article 158 کو، آپ میری گیس کو لوٹ کر اس کی violation کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ جناب والا! کئی ایسے articles ہیں۔ آپ سندھیوں کے پانی، پختون خواہ کے آبی وسائل، ان کی بجلی کے وسائل، ان کی گیس، ان کی دولت، ان کے جنگلات یہ سب کچھ آپ violate کر رہے ہیں۔

اگر میں مرتد ہوا ہوں تو جناب والا! آئیں کسی عالمی عدالت انصاف میں جاتے ہیں،

جرم کو بھی سامنے رکھیں اور اپنے جرم کو بھی سامنے رکھیں جو 56 سالوں میں خدا اور رسول صلعم؛ اللہ اور اسلام اور نبیوں کے نام پر آپ ہمارے بچوں سے روٹی کا نوالہ چھینتے رہے، ہمارے بچوں سے ہماری دولت چھینتے رہے۔ ہمارا جو آدھا پاکستان پرمشتمل انسانوں کا خوبصورت چھوٹا سا بلوچستان ہے اس کے اندر ہمیں بھوک اور پیاس سے مرنے پر مجبور کرتے رہے ہو۔ آؤ چلتے ہیں کسی عالمی عدالت انصاف میں، آپ کی عدالت انصاف میں جان نہیں، آپ کے ایوانوں میں جان نہیں، آپ کے قوانین میں جان نہیں، آپ کے آئین میں جان نہیں اگر ان میں جان ہوتی تو میں کسی انصاف سے مبرا نہیں ہوتا۔

اور جناب والا! یں نے یہ ذکر کیا، پتا کیا تاریخ کا پہیہ چل رہا ہے کہ محمد علی جناح صاحب نے بلوچستان کے مسئلہ پر سات دفعہ Indian Legislative Assembly میں انہوں نے مختلف قرار دادیں، مختلف تحاریک، مختلف بجٹ کے مواقع پر Indian Legislative Assembly سے احتجاجاً نکلتے ہوئے دستاویزات پھاڑ دیں۔ میں اپنے اکابرین اور دوستوں کے سامنے یہ لفظ رکھنا چاہتا ہوں، پڑھنا چاہتا ہوں۔جناب والا!

General Budgets, Demands, Reforms in Balochistan, 6th March, 1941,

The cut motion ، تھے رکن منتخب سے Syed Ghulam Baig, Nering, East Punjab aimed and inviting the attention of the government towards the urgency of introducing reforms in Balochistan. جناب والا ! تعلیم سے متعلق بلوچستان میں reforms کی بات کی گئی تھی اور اس cut motion کو اٹھارہ کے مقابلے میں چالیس ووٹوں سے شکست ہوئی۔ محمد علی جناح صاحبنے یہاں پر ان کے figures سے جو Mr. OK Karole تھے جو حکومتی جانب سے اس motion کا دفاع کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ جی ہم بلوچستان میں ساڑھے تین لاکھ روپے تعلیمی مقاصد کے لیے دے رہے ہیں اور اتنے اتنے per cent اس میں اضافہ ہوا ہے۔ محمد علی جناح صاحب قانونی طور پر اس وقت بلوچستان کے وکیل بھی تھے، خان آف قلات ان کو باقاعدہ اجرت یا تنخواہ سالانہ دیتے تھے کہ وہ بلوچستان کے مسائل سے متعلق ایوان بلا میں اور جو برطانیہ کے Imperialists ہیں ان کے سامنے کیس پیش کریں۔ تو جناب والا! محمد علی جناح نے کہا کہ میرے پاس figures ہیں جو ان کی طویل تقریر میں دی گئی ہیں

میرے پاس figures ہیں جو ان کی طویل تقریر میں دی گئی ہیں اور جب انہوں نے ان کے figures سے contradiction کی تو اس کے بعد ان کی جب نہیں سنی گئی' یہ مسترد ہونے والا تھا تو محمد علی جناح صاحب نے اس General budget demand کو پھاڑ کروہاں سے احتجاجاً نکل آئے اور جو ووٹنگ لسٹ ہوئی اس میں ان کا نام شامل نہیں کیا گیا کہ انہوں نے ایوان کے اس عمل میں شرکت نہیں کی۔

جناب والا! اگر Indian Legislative Assembly میں احتجاج کا طریقہ محمد علی جناح صاحب کے لیے سات دفعہ جائز قرار دیا جاتا ہے اور اسے ہماری تاریخ میں بڑے خوبصورت انداز میں پڑھایا جاتا ہے تو ایک بلوچ کے لیے یہ کیوں ناجائز بن جاتا ہے اور اس کے بعد میں کسی اور پاکستانی لیڈر کی مثال نہیں دوں گا۔ میں آپ کو پاکستان کے ایک منتخب' ایک قابل اور عالم وزیر اعظم کا جب وہ پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے 15 دسمبر 1971ء کو سکیورٹی کونسل نیویارک میں پاکستان کی نمائندگی کر رہے رہے تھے۔س ایوان کا تقدس تو شاید بہت کم ہو لیکن جو سیکورٹی کونسل ہے' وہ دنیا کے تمام ممالک پر مشتمل ہے' دنیا کے تمام ممالک کے نمائندے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں' اس کا تقدس زیادہ ہے۔ 1971 میں جب مشرقی پاکستان جل رہا تھا اور بنگالیوں کو اتنا مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑ پڑیں تو اس وقت وزیر خارجہ کی حیثیت سے جناب ذوالفقار علی بھٹو وہاں گئے۔ جب وہاں پر ان کی کوئی بات نہ سنی گئی تو انہوں نے کاغذ پھاڑ کر وہاں سے walk out کیا تھا۔جناب والا! آج تک بڑے خوبصورت انداز میں' بحیثیت ایک باصلاحیت' قابل اور پاکستان کے ایک بہتر نمائندگی کرنے والے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ان کے کردار کو یاد کیا جاتا ہے۔جناب والا! یہ جو احتجاج کے طریقے ہیں' جب ان کو ہمارے لئے شجر ممنوعہ قرار دیں گے اور ہمارے ایوان سے نکلنے کے بعد جناب والا! ہمارے بڑے دل گردے ہیں' ہم آپ کی ساری باتیں سننے کے لئے تیار ہیں۔ کمیلی صاحب مجھ پر توہین رسالت کا فتویٰ لگوا دیں۔ میں ایمان سے کہوں گا لیکن ایک بات کہوں گا کہ میں تارا مسیح نہیں ہوں جس کے سینے کو آپ گولیوں سے بھون دیں گے۔ میں ایک بلوچ ہوں' میں آدھے پاکستان کا مالک ہوں' میں 70% سمندر کا مالک ہوں' میں 90% سونے اور چاندی کا مالک ہوں۔ میں آپ کے مستقبل پر مشتمل آپ کی تیل اور گیس کی پائپ لائن کا مالک ہوں۔

آپ مجھے تارا مسیح سمجھ کر ---

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! بہتر ہے کہ معزز رکن تقریر کرتے وقت آپ کو مخاطب کریں۔ ہمیں مخاطب نہ کریں because it is not allowed in the Rules of Procedure ۔ یہ Chair کو address کریں اور جو مرضی آئے کہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے انہیں مکمل کر لینے دیں۔ ابھی آپ کے پانچ منٹ رہتے ہیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ جناب والا! NFC Award ہوتا کیا ہے؟ شاید ہمارے کچھ دوستوں کے لئے یہ بہت چھوٹی چیز ہے لیکن جب میں اپنے صوبے میں جا کر محرومیوں کو اپنی نظروں سے دیکھتا ہوں تو یہ بہت اہم ہے۔ جناب والا! میں جو جو اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، یہ سارے سرکاری اعداد و شمار ہیں اور ان کو آپ Planning Division سے، بلوچستان کی development سے متعلقہ اداروں سے، ان کے Planning Commission سے confirm کروا سکتے ہیں کہ اس وقت بھی بلوچستان میں 2015 تک Education for All کے پروگرام پر عمل درآمد کروایا جائے تو بلوچستان کو 13335 نئے پرائمری اسکولوں کی ضرورت ہے۔ بلوچستان کے تمام لوگوں کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے 9000 ہسپتالوں کی ضرورت ہے۔ بلوچستان کے تمام نوجوانوں کو اچھی تعلیم دینے کے لئے بلوچستان میں 18 یونیورسٹیوں کی ضرورت ہے۔ جناب والا! بلوچستان میں اساتذہ کے shortfall کو کم کرنے کے لئے ہمیں 26000 اساتذہ کی ضرورت ہے لیکن جناب والا! آپ نے جو ہمیں over centralized بجٹ دیا ہے جس میں NFC Award کو مسلسل نظر انداز کیا گیا ہے۔ جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا technical طریقہ ہے۔ پہلے تو آپ دستانے پہن کر استحصال کرتے تھے، چوری کرتے تھے، لیکن اب آپ دستانے اتار کر چوری اور ڈاکے ڈال رہے ہیں۔

جناب والا! 33000 Frontier Corp کے جاہل اور دہشت گرد سپاہی وہاں پر تعینات کر دیے گئے ہیں جس میں صرف 300 کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ جناب والا! ہمیں 33000 Frontier Corp کے سپاہی نہیں بلکہ مجھے اپنے غریب بچوں کو پڑھانے کے لئے 18000 استاد چاہئیں۔ 12000 Coast Guards کے بے ہودہ سپاہی میرے ساحل پر میرے وسائل کو لوٹنے اور میری ماؤں اور بہنوں کو بے عزت کرنے کے لئے تعینات کر دیے گئے ہیں اس لئے ہمیں 12000 Coast Guards کے سپاہی نہیں چاہییں۔ مجھے ایک ہزار اعلیٰ تعلیم یافتہ استاد اپنے لوگوں کو باشعور بنانے کے لئے چاہیے۔ جناب والا! اسی طرح 3900000 سے زیادہ افراد بلوچستان میں ایک کمرے یا جھونپڑی کے سائے تلے زندگی گزار رہے ہیں۔ 6.5 millions بلوچستان کی 1998 کے sensus کے مطابق population ہے۔ بلوچستان کی یہی صورت حال ہے ۔ بلوچستان کوئی مفتوحہ علاقہ نہیں ہے۔ بلوچستان غربت کا مارا علاقہ نہیں ہے۔ آج آپ مینی شنکر کے ساتھ Oil and Gas کی pipeline کی بات کر رہے ہیں۔ وہ آپ کو بلوچ کا سینہ کاٹ کر انڈیا لے جانی پڑے گی۔ لیکن بلوچ کے سینے پر جس طرح کا زخم آپ لگا رہے ہیں' کیا کوئی بلوچ اپنی جھونپڑی کے کنارے سے آپ کی pipe line کو گزرنے دے گا؟ نہیں' جناب والا! آپ کی چوری ' استحصال اور ڈاکہ زنی پرمشتمل منصوبے چاہے دہلی میں بنیں' اسلام آباد میں بنیں یا واشنگٹن میں بنیں، کسی بھی غریب بلوچ کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔

جناب والا! پارلیمنٹ کے تقدس کی بڑی باتیں کی جاتی ہیں۔جتنے تقدس اورروایات کے ہم امین ہیں اور کوئی بھی نہیں ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ 17 اکتوبر 2004 کو یہاں پر ایک پارلیمانی کمیٹی بنی جس نے پارلیمانی روایات کے مطابق ' پارلیمانی rules کے مطابق 5 جنوری 2005 میں اپنی رپورٹ پیش کرنی تھی جو آج تک نہیں کر پائی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے خود خفیہ کمروں میں بیٹھ کر بلوچستان کو تقسیم کیا' بلوچستان کے خود ٹکڑے کئے۔ بارہ صفحات پر سفارشات مرتب کیں جن کو میں بارہ صفحات پر ۲۱ ویں صدی کا سب سے بڑا لطیفہ قرار دیتا ہوں ۔ جناب والا! وہ لطیفہ کیا ہے وہ بھی پارلیمانی روایات کو پا مال کرتے ہوئے ، ۱۷ اکتوبر کو terms of reference میں دیا گیا تھا کہ کسی سفارش پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں ہوگا جب تک پارلیمنٹ سے اس کی منظوری نہ ہو ،لیکن جناب والا! اس پر تو ٹاسک فورس بنی ہوئی ہے۔پارلیمنٹ

کے اندر ان سفارشات کو زیر بحث لائے بغیر ان پر عملدرآمد کیے بغیر آج ٹاسک فورس ان پر عمل کروا رہی ہے۔ جناب والا! کون own کرے گا پارلیمنٹ کے تقدس کو آپ نے پامال کیا ہے یا ہم جیسے غریب سادہ لوگوں نے پامال کیا ہے اور ساری ذمہ داری ہم پر ڈال دی جاتی ہے۔میں صرف تھوڑا سا آپ کا وقت لوں گا۔ بلوچستان کے متعلق محمد علی جناح صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی تھی۔جب اس وقت اسٹیٹ کے متعلق ریاستوں سے متعلق مسلم لیگ نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا تو انہوں نے کہا کہ تمام ریاستیں اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہوں گی۔ وہ ووٹ یا ریفرنڈم کے ذریعے ہندوستان کا حصہ بنیں یا پاکستان کا بنیں انہیں اس چیز کا اختیار ہوگا۔لہذا جب وہ بلوچستانکے لوگوں کو convince کرنے کے لیے گئے ۔ ۲۵ جون ۱۹۴۷ء کو محمدعلی جناح صاحب کا یہ statement ہے ۔

"It will be in the interest of the people of Balochistan to join the Pakistan Constituent Assembly. For it is Pakistan alone that can urge them in their educational, social, economic and political uplift. I can assure the people of Balochistan that in Pakistan all classes and their interests will get even justice and fair play."

کاش جناب وہ زندہ ہوتے اور اس طرح کی تین تقریریں ہیں ۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا وقت کی کمی ہےاس طرح کی ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو بھی ان کی تقریر ہے ۔ انہوں نے اس تقریر میں واضح طور پر کہا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں اور پاکستان میں شامل ہونے کے بعد بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں نہیں ہوں گی۔ہم نہیں کہتے کہ پاکستان انٹرنیشنل کنونشن کا signatory ہے۔ پاکستان ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے ۔ International Convention, Social, Economic and Political Rights کے متعلق آپ ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جونک رہے ہیں اور ہمارے سارے Socio-economical Political Rights آپ نے exploit کیے ہیں ۔آپ نے Children Rights کے متعلق ، Women Rights کے متعلق ، Economical Rights پامال کیے ہیں لیکن کم از کم جب ہم آئین پر عمل درآمد کی بات کرتے ہیں، جب چیختے ہیں چلاتے ہیں۔اس chair کو آپ کو ، اس ایوان کو

کہتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد کریں تو ہم مجرم اور مرتد قرار دیئے جاتے ہیں۔میں صرف آخری بات آپ کو یہ بتا دوں ۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں اس بجٹ پر کچھ نہیں بولا کیونکہ ہم اس کو بجٹ مانتے ہی نہیں ہیں۔خدا کرے کہ پاکستان قائم رہے اور پاکستان میں کوئی صحیح بجٹ آئے۔اگر ہمارے رویے اس طرح کے رہے ' جناب ! اسلام آباد کا کل رقبہ 904 مربع کلو میٹر پرمشتمل ہے۔904 مربع کلو میٹر پرمشتمل اسلام آباد اپنی بربریت ' جارحیت ' اور اس جھوٹ کے اعداد و شمار کے باعث پورے پاکستان کو انہوں نے یرغمال بنایا ہوا ہے ۔میرا کم از کم جو وفاقی یونٹ ہے '، میرا جو سٹیٹ ہے میرا جو صوبہ ہے وہ آدھا پاکستان ہے ۔آپ تمام صوبوں کو 37.5 حصہ دیتے ہیں اور پورا اسلام آباد 62.5 فیصد لیتا ہے اور اس سب کو آپ کہاں پر خرچ کرتے ہیں۔اس کا ہمارے ممبران نے بہتر طریقے سے ذکر کیا۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ جناب والا! غیر مساویانہ یا بلوچستان کے متعلق discriminating policies اسلام آباد میں بن رہی ہیں۔میں یہ کہوں گا کہ میرا یہ مختصر سا ردعمل تھا جو ایک پڑھے لکھے بلوچ کا اظہار تھا اسلام آباد کے رویے کے خلاف۔آپ تصور کریں کہ جس بلوچ کے ہاتھ میں بندوق ہے۔آپ اس مذمت کو کیسے ناجائز قرار دیں گے۔جب میرے جائز ردعمل پر آپ نے اتنے بڑے پہاڑ کھڑے کر دیئے تو وہ جو مذمت بلوچستان کے اندر ہو رہی ہے۔آپ کے جن ایوانوں سے اعتماد اٹھ رہا ہے۔مجھے ڈر یہ ہے کہ جب آپ میرے سارے دروازے بند کر دیں گے میں بھی ان کی رو میں ان کی لائن اور ان کی صفوں میں کھڑا ہوا آپ کو ایک شخص ملوں گا اور مجھے لگتا یہی ہے جناب والا ! آپ کے اور ہمارے حکمرانوں کے رویے کے باعث بلوچستان مسلسل ہر گزرتے دن کے ساتھ بدتری کی جانب' ابتری کی جانب' تباہی کی جانب اور ایک بہت بڑے حادثے کی جانب رواں دواں ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، Recommendations ہیں جو دس بجے تک' آپ نے---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وہ ہو چکا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! نہیں motion move نہیں ہوا ہے۔

formally move sir that all recommendations which will be received by the Secretariat by 10 p . m . this evening , should be considered as recommendations received by the House and we will refer them to the Standing Committee concerned.

جناب پریذائڈنگ آفیسر، آپ نے time دس بجے کیا تھا۔

سینیٹر وسیم سجاد، دس بجے یا جو مناسب سمجھ لیں۔ دس بجے تک Secretariat میں جو مل جائیں کیونکہ جانی تو کل ہی ہیں تو آج جو دس بجے تک مل جائیں گی، ان کو تصور کیا جائے گا کہ وہ House میں پیش ہو گئی ہیں اور Secretariat براہ راست کمیٹی کو بھیج دے۔

Mr. Presiding Officer: Those in favour of this motion please, say, yes.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Now, we adjourn the House till tomorrow to reassemble again at 10 a.m.

[The House was then adjourned to meet again at 10 a.m. on Thursday, 9th June 2005]